جلد ۱۷	مطابق ۹ جمادی الآخر سنہ ۱۳۴۶ ہجری	یوم سہ شنبہ	مورخہ ۱۲ نومبر سنہ ۱۹۲۹ء	نمبر ۳۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو جمعہ کے روز صبح دس بجے سے شام تک سردرد کی سخت تکلیف رہی۔ آج (۹- نومبر) خدا کے فضل سے افاقہ ہے۔

۸- نومبر خطبہ جمعہ مولانا مولوی شیر علی صاحب نے پڑھا۔

۷- نومبر طلباء جامعہ احمدیہ کی دو پارٹیوں میں زیر صدارت جناب میر محمد اسحاق صاحب پروفیسر جامعہ اس مسئلہ پر بحث ہوئی۔ کہ خواتین کو احمدیہ مجلس مشاورت میں نمائندگی کا حق ملنا چاہیئے۔ یا نہیں۔ بحث سننے کے بعد پانچ اصحاب کی کمیٹی نے متفقہ فیصلہ سے نمائندگی کی مخالف پارٹی کو کامیاب قرار دیا۔ لیکن عمدہ طرز بیان کے لحاظ سے دوسری پارٹی کے لیڈر مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل سب بولنے والوں سے اول سمجھے گئے اور جناب میر صاحب نے اپنی طرف سے انہیں ٹائم پیس بطور انعام دی۔ جناب شیخ یعقوب علی صاحب نے بھی ایک طالب علم مدرسہ احمدیہ جناب کو سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سٹ بطور انعام دیا۔

علاقہ شام کے دو مسلم نوجوان تشریف لائے۔

حضرت سیّد عبد اللطیف صاحب شہید کی اہلیہ صاحبہ کا انتقال

یہ خبر نہایت رنج و افسوس کے ساتھ سُنی جائے گی۔ کہ حضرت سیّد عبد اللطیف صاحب شہید کابل کی اہلیہ صاحبہ محترمہ جن کا نام شاہجہان بی بی صاحبہ تھا۔ یکم نومبر بعد نماز عصر تین ماہ کے قریب علیل رہ کر انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ نہایت مخلص اور پُر جوش احمدی تھیں۔ جب حضرت سیّد عبد اللطیف صاحب کی شہادت کا دل دوز اور روح فرسا واقعہ سرزمین کابل میں وقوع پذیر ہوا۔ تو انہوں نے اس وقت نہایت استقلال اور صبر کا نمونہ دکھایا۔ اور اس کے بعد اپنی چھوٹی بڑی سب اولاد کو احمدیت کی تعلیم دینے اور اس صداقت پر پختہ کرنے میں منہمک ہو گئیں۔ اور باوجود اس کے کہ حکومت کے علاوہ خاندان کے بعض لوگ بھی ہر رنگ میں دکھ اور تکالیف پہونچانے اور مخالفت کرنے میں کمی نہ کرتے تھے مرحومہ ہر موقعہ پر یہی فرماتیں۔ کہ اگر احمدیت کی وجہ سے میرے چھوٹے چھوٹے بچے اور میں خود بھی قتل کی جاؤں تو اس پر خدا تعالےٰ کی بے انتہا شکر گذار ہونگی۔ اور بال بھر بھی اپنے عقائد میں تبدیلی نہ کرونگی۔ مرحومہ کے اس عزم و استقلال کے مقابلہ میں مصائب و آلام کے کوہ گراں آئے۔ لیکن خدا کے فضل سے پرکاہ کی طرح اڑ گئے۔ اور وہ اپنے مدعا میں کامیاب ہو گئیں۔ چنانچہ حضرت سید عبد اللطیف صاحب کے خاندان میں خدا کے فضل و کرم سے احمدیت پختہ ہو گئی۔ اور اُن کی ساری اولاد

حضرت خلیفۃ المسیح [illegible]

کے ساتھ قابل رشک اخلاص اور محبت رکھتی ہے۔

مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پوری پوری پابند تھیں۔ انہوں نے اپنے ورثہ کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بھی کی ہوئی تھی۔ ۱۹۲۶ء سے جب سے کہ یہ خاندان خوست سے سرحد میں آیا۔ ہر سال سالانہ جلسہ پر تشریف لاتی تھیں۔ بیماری کی حالت میں بھی ان کی خواہش تھی۔ کہ قادیان پہنچیں اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوں۔ مرحومہ کی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے ان کے صاحبزادہ سید محمد طیب صاحب نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ ان کی میت مقبرہ بہشتی میں پہونچائیں گے۔ احباب دعا فرمائیں کہ خداتعالےٰ انہیں اس کی توفیق دے۔

ہم حضرت سید عبداللطیف صاحب مرحوم کے خاندان کی اس بزرگ خاتون کے انتقال پر تمام خاندان سے نہایت ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ خداتعالےٰ مرحومہ کو اپنے قرب کے بلند درجات عطا کرے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ نیز یہ بھی تحریک کرتے ہیں۔ کہ احباب نماز جنازہ پڑھکر محترمہ مرحومہ کے لئے دعاء مغفرت کریں۔

نظارتوں سے خط وکتابت کے متعلق اعلان

تمام احباب کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ بار بار پہلے بھی اعلان کئے جا چکے ہیں۔ اور اب پھر عرض کیا جاتا ہے۔ کہ کسی ناظر کو اس کے نام کے ساتھ خط نہ بھیجے جایا کریں۔ جن لفافوں پر نام کسی خاص شخص کا ہوتا ہے۔ وہ اس کی پرائیویٹ ڈاک کے ساتھ تقسیم ہوتا ہے۔ اور اگر وہ ناظر یا عہدے دار کسی کام پر یا رخصت پر باہر گیا ہو۔ تو وہ خطوط ویسے ہی پڑے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے سلسلہ کے کام کا حرج ہوتا ہے۔ اگر کوئی تحریر ایسی ہو۔ کہ فرستندہ یہ چاہے۔ کہ وہ صرف افسر کی نگاہ تک رہے۔ تو وہ کانفیڈنشل لفافہ پر لکھ کر پھر لفافہ دوسرے لفافہ میں بند کر دے۔ اور اوپر عہدہ دار کا صرف عہدہ لکھدے پس وہ خط دفتر کا کوئی اور کارکن نہ کھولے گا۔ لیکن بہرحال کسی عہدہ دار کے نام پر خطوط نہ آیا کریں۔ صرف عہدہ لکھنا کافی سمجھا جائے یہاں کثرت کار کے باعث ناظر صاحب امور خارجیہ کو اکثر باہر رہنا پڑتا ہے اور ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب سکنڈ ناظر امور خارجیہ کے نام سے جو ڈاک آتی ہے۔ وہ دفتر نہیں کھولتا ہے۔ اس لئے خصوصاً ان کے نام کے خطوں میں زیادہ دفتری کام کی تعویق ممکن ہے۔ کیونکہ وہ اکثر باہر رہتے ہیں۔ اور مسلسل بعض مرتبہ چند ہفتے رہنا پڑتا ہے۔ تمام جماعتیں اس اعلان کو ہر کارکن کے پاس پہونچا دیں۔ اور جمعوں کے خطبوں کے وقت اعلان کردیں۔ تاکہ احباب کو اطلاع ہو جائے۔ ناظر اعلیٰ قادیان

تبلیغی دورہ

تبلیغی پروگرام مطبوعہ اخبار الفضل یکم نومبر کو پورا کرنے کے لئے سردست مولوی غلام احمد صاحب مجاہد اور مولوی محمد صادق صاحب کو

روانہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ مولوی غلام رسول صاحب اور مولوی محمد یار صاحب دونوں جو اس کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ بیمار ہو گئے۔ ایک ہفتہ تک انشاء اللہ مولوی غلام رسول صاحب کو بشرط صحت اس وفد میں شامل ہونے کے لئے روانہ کر دیا جائے گا۔

(۲) محولہ بالا اخبار میں ۲-۳- نومبر کو دہلی میں جلسہ کا تقرر غلط چھپا ہے۔ اصل مقام جلسہ پٹی ہے۔ دہلی میں کوئی جلسہ نہیں۔ دونوں جماعتیں مطلع رہیں۔

(۳) میں نے اسی اخبار میں اعلان کیا تھا۔ کہ جن جماعتوں کے نام اس پروگرام میں ہیں۔ وہ اپنی اپنی جگہ جلسہ کا انتظام کر کے ۵ نومبر تک اطلاع دیں۔ لیکن آج ۷ نومبر تک صرف سنور۔ پٹیالہ۔ سامانہ۔ فرید کوٹ۔ بھٹنڈہ۔ پٹی اور فیروز پور سے اطلاع آئی ہے باقی جماعتیں بھی فوراً اطلاع دیں۔ ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

شاہنامہ اسلام

"شاہ نامہ اسلام" مصنفہ ابوالاثر حفیظ صاحب جالندھری جو اصل میں اسلامی تاریخ کا خلاصہ ہے۔ نہایت آب وتاب سے شایع ہوا ہے حفیظ صاحب نے گذشتہ مجلس مشاورت کے موقعہ پر کچھ حصہ اس کا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کو بھی دکھایا تھا۔ چونکہ طباعت کے لئے کچھ امداد کی ضرورت تھی۔ حضور نے یہ پسند فرمایا۔ کہ ایک سو جلد کی پیشگی قیمت حفیظ صاحب کو بکڈپو دے کر ان سے سو جلدیں خرید لے۔ چنانچہ اس کی معمولی قیمت ۳ روپے فی جلد ہے۔ مگر پیشگی قیمت دے کر خریداروں کے ساتھ رعایت تھی۔ اس لئے ۲/۸ فی جلد کے حساب سے بکڈپو نے خرید لیا ہے۔ یہ احباب کو رعایت ہے۔ کہ وہ اس قیمت پر خرید سکتے ہیں۔

باہر کے دوستوں کو صرف محصول ڈاک وغیرہ کا خرچ دینا پڑیگا چونکہ یہ کتاب واقعی شاعری کے اعتبار سے اور تاریخ کے اعتبار سے بہت اچھی ہے۔ اس لئے احباب بہت جلد بکڈپو سے خرید لیں۔ نقد قیمت پر دی جاتی ہے۔ بہتر ہے۔ کہ قیمت پیشگی بھیجکر بہت جلد حاصل کرلیں۔ آٹھ آنے کا نفع بھی ہے۔ یہ رعایت بھی قابل قدر ہے۔ میں نے اسے پڑھا ہے۔ واقعی دیکھنے کے قابل ہے۔ ناظر اعلیٰ قادیان

لائلپور میں غیر مبایعین سے مناظرہ

۸- نومبر چوہدری عصمت اللہ صاحب پلیڈر لائلپور سے بذریعہ تار لکھتے ہیں۔ ۶- نومبر مولوی اللہ دتا صاحب فاضل جالندھری کا ڈاکٹر شاہ صاحب غیر مبایع سے ختم نبوت کے موضوع پر پبلک مناظرہ ہوا۔ ڈاکٹر شاہ صاحب نے ختم نبوت پر بحث کرنے کی بجائے نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر شروع کر دی توجہ دلانے پر غیر مبایع پریزیڈنٹ صاحب نے یہ اقرار تو کر لیا۔ کہ ڈاکٹر شاہ صاحب غیر متعلق گفتگو کر رہے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے انہیں منع نہ کیا۔ جب پبلک نے اچھی طرح محسوس کر لیا۔ کہ غیر مبایع مناظر شرائط کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ تو ہم نے نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بحث کرنے کی

اخبار احمدیہ

جلسہ میلاد سکندرآباد میں تقریر

من جانب انجمن اسلامیہ سکندرآباد ہر سال جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعلیٰ پیمانہ پر منایا جاتا ہے۔ جس کے لئے دفاتر سرکاری کو بھی تعطیل دی جاتی ہے۔ اور جس میں بلالحاظ قوم وملت ہر غریب وامیر وتعلیمیافتہ شریک ہوتے ہیں۔ چنانچہ امسال بھی ۲۶ اکتوبر ۲۹ء یہ جلسہ علےٰ اہتمام کے ساتھ منایا گیا۔ اور اس میں اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی بھی معہ ستاف شاہی وصاحبزادگان بلند اقبال وصاحبزادیاں فرخ فال کے رونق افروز تھے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مبلغ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کی تقریر ہوئی۔ جو "رسول کریم صلعم کے دنیا پر احسانات" سے متعلق تھی۔ مولانا موصوف نے نہایت عمدگی اور دلآویز طریقہ سے ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ جلسہ میں مجمع قریباً تین ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ زیادہ تر حصہ تعلیم یافتہ حضرات کا تھا۔ اور پردہ نشین خواتین کے لئے پردہ کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔

حضور بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی۔ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ نے مولانا کی یاد فرمائی۔ اور جناب سیٹھ احمد علاء الدین صاحب نے آپ کا تعارف کرایا۔ محمد عبدالرحمن۔ احمدی بلدہ حیدرآباد

جماعت سامانہ کا سالانہ جلسہ

انجمن احمدیہ سامانہ کا تیرھواں سالانہ جلسہ ۱۲ تا ۱۴- نومبر ہونا قرار پایا ہے جماعت ہائے ریاست پٹیالہ۔ نابھہ۔ سنگرور۔ مالیر کوٹلہ۔ انبالہ ودیگر قرب وجوار کے احمدی احباب شامل جلسہ ہو کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تشریف لانیوالے احباب کے قیام وطعام کی ذمہ وار جماعت سامانہ ہوگی۔ مگر اپنے بستر ہمراہ لانے چاہئیں۔ خاکسار فضل الرحمن احمدی سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ سامانہ

درخواست ہائے دعا

۱- میں محکمانہ پریشانیوں کی وجہ سے تکلیف میں ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ اور احباب کرام میری کامیابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد عبداللہ احمدی ٹیکس کلکٹر چھاؤنی نوشہرہ۔ ۲- ہمارے بھائی چوہدری محمد یوسف صاحب احمدی رئیس قصبہ مودھا اس سال سخت مقابلہ کے ساتھ ٹاؤن چیرمین منتخب ہوئے ہیں۔ مخالفین نے ان پر چند جھوٹے مقدمات چلانے کی کوشش کی ہے۔ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کا حافظ وناصر ہو۔ دشمنوں کی شرارتوں سے محفوظ رکھے۔ خاکسار نذیر محمد خان احمدی۔ سمیرپور ہمروا۔ ۳- میری بیوی عرصہ دو ماہ سے بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ احقر عبدالعلیخان پوردہ ضلع اناؤ۔ ۴- خاکسار کے مقدمہ کی تاریخ پیشی ۷ نومبر ۱۹۲۹ء مقرر ہے۔ کامیابی کے لئے احباب دعا کریں۔ خاکسار شادی خان احمدی از گنا چور۔ ۵- ڈاکٹر سراج الدین احمد کے ہاں کوئی فرزند نرینہ نہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ اولاد نرینہ عطا فرمائے۔ بندہ محمد بخش احمدی ساکن [illegible] ۶- برادرم مولوی عبدالغفور صاحب سکنہ [illegible] بخار میں مبتلا ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲- نومبر ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

اسلام کے مقابلہ میں ہندو تہذیب کو ایک اور شکست

ہندوؤں میں پردۂ نسواں کی تحریک

اسلام نے انسانی زندگی کے متعلق ایسی مکمل اور جامع تعلیم دی ہے کہ ناممکن ہے۔ اس کے سوا کوئی اور تعلیم قلبِ انسانی کو مطمئن کر سکے اور خطرات کے گڑھے میں گرنے سے بچا سکے۔ بے شک بعض اقوام آج اپنی جہالت یا تعصب کی وجہ سے اسلامی احکام سے سرتابی کر رہی ہیں۔ لیکن زمانہ اپنے زبردست ہاتھوں سے انہیں اسلام کے قدموں پر سر جھکانے کے لئے مجبور کر رہا ہے۔

ہندوستان میں اس وقت اسلامی تہذیب کی سخت ترین دشمن ہندو قوم ہے۔ لیکن واقعات شاہد ہیں۔ کہ وہ بھی مجبوراً اسلامی تعلیم کے آگے سرِ تسلیم خم کرتی چلی جا رہی ہے۔ نکاح بیوگان۔ وراثت میں لڑکیوں کا حصہ۔ طلاق۔ گوشت خوری۔ دُعا۔ رشتہ داروں میں شادیاں ایسے مسائل ہیں۔ جنہیں پہلے زبردست مخالفت کرنے کے باوجود آج ہندو قوم اپنے بزرگوں کی تعلیم اور مذہبی تحریرات سے کھلی کھلی بغاوت کر کے اختیار کر چکی ہے۔ بلکہ ان کے نفاذ کے لئے قانونی امداد حاصل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتی۔

دیگر اسلامی تعلیمات کی طرح ہندو پردہ کی بھی اشد ترین مخالفت کرتے رہے ہیں۔ اور اسے ایک ایسا ظلم عظیم بتاتے رہے ہیں جو اسلام نے عورتوں پر روا رکھا۔

اس کے مقابلہ میں ہندو عورتوں کی اس آزادی کو بطور ایک فضیلت کے پیش کیا جاتا۔ کہ وہ بے نقاب اور بے حجاب ہو کر بازاروں اور سڑکوں پر پھرتی نظر آتی ہیں۔ اور پلیٹ فارموں اور سٹیجوں پر کھلے بندوں مردوں کے پہلو بہ پہلو بیٹھتی اور تقریریں کرتی ہیں لیکن زمانہ نے انہیں بتا دیا ہے۔ کہ اسلامی پردہ کے بغیر وہ چین کی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ان میں بھی اب تحریک شروع ہو گئی ہے۔ کہ عورتوں کو پردہ کرایا جائے - متعصب اور کٹر آریہ اخبار "آریہ ویر" (یکم نومبر) نے "دیویوں کے پلیٹ فارم پر آنے کا فیشن" کے موضوع پر ایک زوردار مضمون شائع کیا ہے۔ جس میں اسے ایک خوفناک نقص قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے:-

"سوسائٹی کو ایسی بے احتیاطی کا کسی نہ کسی رنگ میں خمیازہ ضرور ہی اٹھانا پڑے گا۔ یعنی نیک چلنی اور برہمچریہ کا اوچیہ آدرش جو انسانی سوسائٹی کے چوٹی کے وچاروں کو مدنظر ہے۔ یہ ہے کہ لڑکے اور لڑکی یا پرش استری کو باہم چھونے دیکھنے وغیرہ تک کے موقعے نہ ملیں۔ ....

اس کے بغیر نوجوانوں کے اندر سداچار یا جنسی تعلق کا پوتر جذبہ قائم نہیں رہ سکتا۔ .... مہرشی دیانند فرماتے تھے کہ استری کا روپ برہمچریہ کے اندر آنکھ کے ذریعہ گھس جاتا ہے۔ کبھی کسی دیوی سے بات کرنے کی ضرورت ہوئی۔ تو نگاہ نیچی کر کے یا بند کر کے یا بیچ میں پردہ کرا کے بات کرتے تھے. .... وہ جگہ جگہ ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں۔ کہ اندریوں اور حواس پر غلبہ پانا بڑی ہی ویرتا کا کام ہے ایسی حالت میں وہ نوجوان یا انسان جو مغلوب الحواس ہیں جو کلی طور پر کمزوریوں سے پُر ہیں بے احتیاطیاں ہونے پر نہ گرینگے۔ یہ کیسے مانا جا سکتا ہے"

ہم بارہا لکھ چکے ہیں۔ کہ قرآن یا احادیث سے یہ بات ہرگز پایہ ثبوت تک نہیں پہونچائی جا سکتی۔ کہ اسلامی پردہ کا منشاء عورتوں کو سنگین مجرموں کی طرح مقید کر دینا ہے۔ اور انہیں ملکی خدمات کے مواقع سے کلی طور پر محروم کر کے ایک عضوِ معطل کی حیثیت دے دینا ہے۔ بلکہ اسلامی پردہ صرف یہ ہے۔ کہ عورتوں کو بے حجابانہ نامحرم مردوں کے سامنے آنے سے باز رکھا جائے۔ تاریخ شاہد ہے۔ کہ قرونِ اولٰے میں مسلمان عورتیں باوجود پردہ دار ہونے کے ضروری کام کاج کے لئے گھروں سے باہر بھی نکلتی تھیں مردوں سے باتیں بھی کر لیتی تھیں۔ جنگوں میں شامل بھی ہوتی تھیں دشمنوں کو مارتی بھی تھیں۔ درس تدریس بھی کرتی تھیں۔ اور بعض فرائضِ سلطنت بھی سرانجام دیتی رہی ہیں۔ صرف اس قدر ملحوظ رکھا جاتا تھا۔ کہ "لڑکے لڑکی یا استری پرش کو باہم چھونے دیکھنے کا موقعہ نہ ملے"۔

لیکن آریہ سماجی دوست تمدنی اور معاشرتی طور پر اس قدر ضروری چیز پردہ جس کا "نوجوانوں کے اندر سداچار یا جنسی تعلق کا پوتر جذبہ قائم رکھنے" کے لئے اور مغلوب الحواس اور کلی طور پر کمزوریوں سے پُر لوگوں کو "بے احتیاطیوں کے باعث گرنے" سے بچانے کے لئے حکم دیا گیا تھا۔ اپنی کوتاہ فہمی سے بے تحاشا اعتراضات کرتے جا رہے تھے۔ اور اپنی عورتوں کے آزادانہ طور پر ننگے مونہہ پھرنے کو ان کے لئے ایک بے نظیر رعایت سمجھے ہوئے تھے۔ جس سے اسلام نے عورتوں کو محروم کر رکھا ہے۔ لیکن جب:-

"ہندوؤں میں بالخصوص اعلےٰ تعلیم یافتہ اور امیر گھروں کی لڑکیوں کی کئی مثالیں قائم ہو چکی ہیں۔ کہ غیروں سے میل جول کے موقعہ ملنے سے وہ کسی کے ساتھ چلی گئیں۔ اور والدین کو اس قدر بے عزتی اور بے غیرتی کا شکار ہونا پڑا۔ کہ بیان سے باہر ہے" (آریہ ویر یکم نومبر)

تو انہیں یہ بھی سمجھ آ گئی۔ کہ "اوچیہ آدرش جو انسانی چوٹی کے وچاروں کو مدنظر ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ لڑکے لڑکی یا استری پرش کو باہم چھونے دیکھنے وغیرہ تک کے موقعے نہ ملیں"۔ انہیں سوامی دیانند کا یہ فرمان بھی یاد آ گیا۔ کہ "استری کا روپ برہمچریہ کے اندر آنکھ کے ذریعہ گھس جاتا ہے"۔ اور سوامی جی کا طرزِ عمل بھی ان کی آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ کہ آپ کسی دیوی سے "بیچ میں پردہ کرا کے بات کرتے تھے"۔ سچ ہے۔

آنچہ دانا کند کند ناداں ✣ لیک بعد از خرابیٔ بسیار

علماء کی حالتِ زار

گذشتہ پرچہ میں ہم مسلمانانِ سرحد پر عیسائیت کے حملہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھ چکے ہیں۔ کہ علماء نہ خود کچھ کرتے ہیں۔ اور نہ کرنے والوں کو کچھ کرنے دیتے ہیں۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ علماء کچھ کر ہی نہیں سکتے۔ وہ یہ تو جانتے ہیں۔ کہ علم کے بڑے بڑے دعوے کریں۔ یہ بھی جانتے ہیں کہ جبہ اور دستار پہن کر لمبے لمبے وعظ کہیں۔ لیکن ان سے عمل صالح کی طاقت سلب ہو چکی ہے۔ یہ ہم ہی نہیں کہتے۔ انہیں خود بھی اس کا اعتراف ہے۔ چنانچہ مولانا محمد کرم علی صاحب ناظم اعلےٰ جمعیۃ الطلباء صوبہ متحدہ نے "جمعیت اہل مذہب سے کیوں رخصت ہو رہی ہے؟" کے عنوان سے ایک مضمون "ہمت" (۲۴ر اگست) میں لکھا ہے۔ جس میں تحریر فرماتے ہیں:-

"تعلیم دینی و دنیوی جس قدر اس وقت عام ہے نصف صدی قبل نہ اس قدر مدارس عربیہ تھے۔ نہ علماء کرام۔ علماء کی بحمد اللہ کثرت ہوتی جاتی ہے۔ مگر میں افسوس کے ساتھ عرض کرونگا۔ کہ علماء تو موجود ہیں۔ مگر عمل رخصت ہو رہا ہے۔ نہ سنین ماضیہ میں نہ علماء میں یہ تنظیم۔ نہ مجالس کی یہ کثرت۔ نہ مواعظ میں یہ گرما گرمی تھی اگر کسی مقام پر خوش قسمتی سے کوئی عالم پہنچ جاتا تھا۔ اور اس کے مواعظ سے لوگ مستفید ہوتے تھے۔ ہزارہا مسلمان عالم کی زیارت کو ترستے تھے۔ اس کے مواعظ سے استفادہ دشوار جس قدر وعظوں جلسوں اور تقریروں کی کثرت ہوتی جاتی ہے مسلمانوں کو مذہب سے بُعد ہوتا جاتا ہے"۔

جب صورت حالات یہ ہے۔ کہ علماء کی کثرت مسلمانوں کو اسلام کی طرف مائل نہیں کر رہی۔ بلکہ اسلام سے متنفر کر رہی ہے۔ تو علماء کس مونہہ سے عیسائیوں یا آریوں کے پنجہ سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے کھڑے ہو سکتے ہیں بات یہ ہے۔ کہ بیچارے علماء معذور ہیں مسلمانوں کو چاہیئے۔ ان سے کسی قسم کی بہتری اور بھلائی کی توقع رکھنے کی بجائے ان سے صرف اتنی التماس کریں۔ کہ اگر وہ مخالفینِ اسلام کے سامنے آنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ تو جو لوگ اس کے لئے سینہ سپر

زمینداروں کی زندگی کا آخری سہارا

ہر شخص حیرت سے انگشت بدندان ہے۔ کہ قرض کے اس قدر ناقابل برداشت بوجھ کے نیچے دبے ہونے کے باوجود جس کا ذکر دوسری جگہ کیا گیا ہے غریب دیہاتی اب تک زندہ کس طرح رہ سکے ہیں۔ ایکٹ انتقال اراضی کے نفاذ سے قبل صرف اٹھارہ سال کے قلیل عرصہ میں دیہاتیوں کی گیارہ لاکھ اکہتر ہزار ایکڑ اراضی ان کے قبضہ سے نکل کر سود خور ساہوکاروں کے پاس چلی گئی تھی۔

ایک زمیندار کا واحد اور آخری سہارا اس کی زمین ہوتی ہے اور یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ اگر حکومت کمال دانش مندی سے کام لے کر اس ایکٹ کا نفاذ بروقت نہ کر دیتی۔ تو آج شائد ہی کسی زمیندار کے قبضہ میں زمین ہوتی بلکہ وہ صرف نام کے زمیندار رہ جاتے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس ایکٹ کا وجود جس نے ہندو ساہوکاروں کو ملک کا واحد مالک بننے سے روک رکھا ہے۔ ان پر کس قدر شاق گذرتا ہوگا۔ وہ دن رات اسے معدوم کرنے کی دھن میں لگے ہوئے ہیں کئی انجمنیں اور لیگیں اس کی مخالفت کے لئے وجود میں آ چکی ہیں امرت سر میں حال ہی میں ایک ایکٹ انتقال اراضی توڑ لیگ کا دوسرا جلسہ ایک وکیل صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا ہے۔ جس میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ اس لیگ کی شاخیں پنجاب بھر میں کھول کر اس ایکٹ کے خلاف زبردست پروپیگنڈا کیا جائے۔

ہندوؤں میں مال و دولت۔ اتحاد و اتفاق۔ پریس کی طاقت۔ تنظیم۔ اور قوت عمل۔ غرضیکہ ہر شے کی بہتات ہے۔ اور ایسی قوم کے مقابلہ میں مفلس و قلاش۔ سادہ لوح۔ کم فہم۔ تنظیم و اتحاد کی قوت سے یکسر خالی۔ بیچارے زمیندار ہیں۔ کاش وہ سمجھ سکیں۔ کہ یہی ایکٹ ان کی زندگی کا آخری سہارا ہے۔ اس لئے ان کا فرض ہے۔ کہ اسے بحال رکھنے کے لئے جو کچھ وہ کر سکتے ہیں۔ کریں۔

ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کے حقوق پر دست درازی

میکلیگن انجینئرنگ کالج مغلپورہ کے متعلق مسلمانوں میں یہ عام شکایت ہے۔ کہ مسلمانوں کو اس میں داخل کرنے میں خاص بخل سے کام لیا جاتا ہے۔ زمیندار (۱۰ر نومبر) لکھتا ہے۔ ہم نے اس صریح ناانصافی پر حکومت کو توجہ دلائی۔ جس کے نتیجہ میں گورنمنٹ نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ "آئندہ اس کالج میں چالیس فیصدی مسلمان طالب علم داخل کئے جائینگے" زمیندار نے حکومت کے اس فیصلہ پر اظہار طمانیت کیا ہے۔ اور سمجھ لیا ہے۔ کہ مسلمان اپنا حق حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن جب تک حکومت کے اداروں پر ہندوؤں کا قبضہ ہے۔ اس وقت تک یہ سمجھنا خیال خام سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اس سے قبل گورنمنٹ یہ فیصلہ کر چکی ہے۔ کہ گورنمنٹ کالج لاہور میں ہر سال ½ طلباء مسلمان لئے جائیں۔ لیکن اسی سال کے اعداد و شمار مظہر ہیں۔ کہ ۱۶۲ غیر مسلم طلباء کے مقابلہ میں صرف ۵۰ مسلمان لئے گئے اسی طرح پنجاب یونیورسٹی نے طے کیا تھا۔ کہ ہر سال انٹرنس پاس طلباء کو تیس وظائف دیئے جائیں جن میں سے پندرہ مسلمانوں کے لئے مخصوص رہیں۔ لیکن کیا اس پر عمل ہوا۔ نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ مسلمانوں کو صرف آٹھ وظائف دیئے گئے۔

پھر حکومت صاف الفاظ میں یہ بھی فیصلہ کر چکی ہے۔ کہ پسماندہ اقوام کو تعلیمی لحاظ سے خاص مراعات دی جائیں لیکن کیا اس حقیقت سے انکار کیا جا سکتا ہے۔ کہ ۲۸-۱۹۲۷ء میں جن ۱۴ جدید سکولوں کو زر امداد عطا کی گئی۔ ان میں مسلم سکول ایک بھی نہیں۔ اور ۲۹-۱۹۲۸ء میں سترہ سکولوں میں سے صرف دو مسلمانوں کے سکول تھے۔ گویا جو قوم حکومت کے احکام کے ماتحت خاص مراعات کی مستحق تھی۔ اور جسے صوبہ میں اکثریت حاصل ہے۔ اور جس کے ادا کردہ لگان سے اکثر اخراجات چلائے جاتے ہیں۔ اسے دو سال کے عرصہ میں ۴۸۰۶۱ روپیہ کی رقم میں سے جو امدادی سکولوں کو دی گئی صرف ۸۹۶ روپے ملے۔

ان حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حکومت کے کسی اعلان پر مطمئن ہو کر بیٹھ جانا بہت بڑی غلطی ہے۔ گورنمنٹ سے یہ مطالبہ ہونا چاہئے۔ کہ وہ اپنے اعلان پر عمل بھی کرائے۔

ہندو عورتوں کی مسلمان مردوں سے شادیاں

اس سے قبل کئی بار اس امر کا ذکر آ چکا ہے۔ کہ اس حسن سلوک کو مدنظر رکھتے ہوئے جو مسلمانوں نے ہندو عورتوں سے شادیاں کر کے ان سے روا رکھا۔ اور اس بے نظیر تعلیم کو دیکھ کر جو اسلام نے عورتوں کے متعلق دی ہے۔ ہندو عورتوں میں عرصہ سے یہ تحریک ہو رہی ہے۔ کہ انہیں مسلمان مردوں سے آزادانہ طور پر شادی کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ یہ تحریک اس قدر زور پکڑتی جا رہی ہے۔ کہ ہندو مرد بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ اور اس انجام کو مدنظر رکھتے ہوئے جو عورت کے احساسات کے خلاف اس کی شادی کرنے کے نتیجہ میں ظاہر ہوا کرتا ہے۔ وہ بھی اس کی تائید کر رہے ہیں۔ چنانچہ بھائی پرمانند صاحب کا اخبار ہندو (۲۷ر اکتوبر) لکھتا ہے۔

"احمد آباد (گجرات) میں جو یوتھ لیگ ہوئی۔ اس میں پاس کیا گیا۔ کہ اپنی بہنوں کی شادی غیر ہندو یعنی مسلمانوں وغیرہ کے ساتھ کرنے میں ہرج نہ ماننا چاہئے"

اس تحریک کی کامیابی کا بہت کچھ انحصار مسلمانوں کی کوشش پر بھی ہے۔ انہیں بڑی خوشی سے اس کا خیر مقدم کرنا چاہئے۔ اور ہندو خواتین کی حوصلہ افزائی میں پورا حصہ لینا چاہئے۔

بدنصیب دیہاتی

تازہ ترین اعداد و شمار سے معلوم ہوا ہے۔ کہ برطانوی ہند کی دیہاتی آبادی کے ذمہ اس وقت چھ ارب روپیہ قرض ہے۔ جس پر غریب دیہاتیوں کو ہر سال کم و بیش ساٹھ کروڑ روپیہ بطور سود ساہوکاروں کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور یہ رقم جو ہر سال ساہوکاروں کو بطور سود ادا کی جاتی ہے۔ ہندوستان کے مالیہ اراضی سے قریباً دگنی ہے۔

صاف ظاہر ہے۔ کہ جو لوگ قرض کی زنجیروں میں ایسی بری طرح جکڑے ہوئے ہوں۔ وہ ملکی یا قومی بلکہ ذاتی ترقی بھی قطعاً نہیں کر سکتے۔ اور ان کے دل و دماغ قرضہ کے باعث ہر وقت پریشان رہنے کی وجہ سے بالکل معطل ہو چکے ہیں۔ گورنمنٹ نے انہیں اس بلائے عظیم سے نجات دلانے کے لئے امداد باہمی کی تحریک جاری کر رکھی ہے۔ اور اس کی کامیابی یقیناً غریب دیہاتیوں کی مشکلات میں تخفیف کا باعث ہوگی۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ زمیندار خود بھی ہر ممکن کوشش اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے کریں۔ نیز گورنمنٹ بھی اسے زیادہ وسعت دے۔ تو یہ انجام کار اس کے لئے بھی مفید ہی ہوگی۔

برطانوی اور ہندوستانی بیکاروں میں فرق

ہندوستان میں روزگار کی حالت خراب ہے۔ مروجہ نصاب تعلیم کے طفیل جو شخص چار حروف پڑھ لیتا ہے۔ اس کے دماغ میں نوکری کا جن کچھ ایسی بری طرح گھس جاتا ہے۔ کہ وہ اپنا آبائی پیشہ اختیار کرنا اپنے لئے باعث ذلت خیال کرنے لگتا ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ معاش کے دوسرے ذرائع کی عدم موجودگی کے باعث واقعی ایک شخص نوکری کے بغیر گذارہ نہیں کر سکتا۔ لیکن ملازمتوں کا یہ حال ہے۔ کہ امیدوار درخواستیں لے کر دفتروں کے دروازوں کا چکر لگانے میں عمریں گذار دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ اچھے اچھے تعلیمیافتہ اور قابل انسان جن کے اندر قدرت نے ایسے جوہر رکھے ہیں۔ کہ اگر موقعہ ملے۔ تو انسانی سوسائٹی کے لئے مفید بن سکتے ہیں۔ اور ایسے ہونہار جن کے سرپرستوں نے سب کچھ خرچ کر کے ان کے لئے تعلیمی اخراجات مہیا کئے۔ نہایت تنگدستی اور پستی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں

اس کے مقابلہ میں انگلستان بھی بیکاری کی مصیبت سے بچا ہوا نہیں۔ لیکن وہاں کے بیکاروں کو اس ذلت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ ان کے لئے وسائل معاش کی تلاش حکومت کے فرائض میں داخل ہے۔ اور جب تک ان کے لئے روزگار کا انتظام نہ ہو جائے۔ انہیں سرکاری خزانہ سے وظیفہ دیا جاتا ہے۔ ان دنوں وزارت عمال کے ایک رکن مسٹر طامس بیکاروں کے لئے وسائل معاش تلاش کرنے پر متعین ہیں۔ جو برطانوی کوئلہ کا نمونہ لے کر کینیڈا کی منڈیوں میں اس کی خریداری اور نکاسی کے لئے کنویسنگ کرنے گئے ہیں۔ تا برطانیہ سے کوئلہ کی برآمد بڑھ جائے اور کانوں میں کام کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو سکے۔

ایک ہی حکومت کے ماتحت اس قسم کے امتیازات ہی ہیں۔ جو آپی حکومت کا ولولہ دلوں میں پیدا کرتے اور موجودہ حالت پر غیر مطمئن بناتے ہیں۔

شاستر خلاف عقل ہیں

آریہ اخبار تیج (۲۵ر اکتوبر) لکھتا ہے:-

"مورج بھگوان اگرچہ شاستر کے خلاف ہے۔ لیکن عقل کے موافق ہے"

معلوم ہوتا ہے۔ اگر راسخ الاعتقاد ہندو نہیں۔ تو دیانندی اپنے شاستروں کو خلاف عقل باتوں کا مجموعہ یقین کرنے میں قطعاً متامل نہیں۔ اور وہ مجبور ہیں۔ کہ اس تعلیم و تمدن کے زمانہ میں شاستروں کو چھوڑ کر عقل کی متابعت کریں۔ لیکن حیرت ہے۔ باوجود اس کے وہ تمام دنیا کو ویدک دھرم کی تعلیم پر عمل پیرا دیکھنے کے متمنی ہیں۔ کیا وہ سمجھتے ہیں۔ موجودہ تعلیم و ترقی یافتہ دنیا ان کے شاستروں کی خلاف عقل باتوں پر ایمان لے آئیگی۔ ایں خیال است و محال است وجنوں ؛

اچھوتوں کو ہندوؤں کا صاف جواب

وہ لوگ جنہیں ہندو دہرم نے مرتبہ انسانیت سے گرا کر اچھوت قرار دے رکھا ہے۔ معلوم نہیں۔ کس بنا پر ہندوؤں سے یہ مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ انہیں اپنے مندروں میں داخل ہونے دیں۔ ان مندروں میں خواہ بقول "گرو گھنٹال" "ایسی گندی۔ فحش۔ خلاف اخلاق اور شرمناک تصاویر بنائی ہوئی ہوں۔ جن کی وجہ سے باپ اپنی بیٹی کے ساتھ۔ بھائی بہن کے ساتھ۔ ماں بیٹے کے ساتھ۔ اور بہو سسر کے ساتھ آنکھیں اوپر کئے ہوئے داخل نہ ہو سکے"۔ تاہم مندر ہندوؤں کے "مقدس تیرتھ" ہیں۔ ان میں ان لوگوں کو داخل ہونے کا کیا حق ہو سکتا ہے جنہیں ہندو شاستر بدترین مخلوق سے بھی زیادہ ناپاک قرار دیتے ہیں۔ اچھوت اقوام کو اس قسم کے مطالبات کرنے کی بجائے ہندوؤں سے اپنے انسان ہونے کا اعتراف کرانا چاہئے۔ جب ہندو انہیں اپنے جیسا انسان سمجھنے لگ جائینگے۔ تو پھر ان کے سارے مطالبات بھی پورے ہو جائینگے۔

لیکن یہ ناممکن اور قطعاً محال ہے۔ کہ ہندو ان لوگوں کو انسانیت کے درجہ پر اپنے برابر سمجھنے لگیں۔ اس لئے وہ ان کا کوئی معمولی سے معمولی مطالبہ بھی منظور کرنے کے لئے تیار نہیں۔ چنانچہ پونا کے ایک جلسہ میں ہندوؤں کے سرکردہ لیڈروں نے صاف صاف کہدیا۔ کہ "اچھوتوں کو دیو مندر میں داخل ہو کر انہیں ناپاک کرنے کا کوئی حق نہیں"

اگر اسی مطالبہ پر اچھوت مطمئن ہو جاتے۔ تو ممکن تھا۔ ہندو مندروں میں ان کے داخلہ کا کچھ نہ کچھ انتظام کر دیتے۔ لیکن انہیں خطرہ یہ ہے۔ کہ اگر آج یہ مطالبہ پورا کر دیا گیا۔ تو کل اچھوت اور آگے قدم بڑھائینگے۔ اور اس سے بڑے مطالبات پیش کر دینگے۔ جن کا پورا کرنا کسی صورت میں بھی ممکن نہ ہوگا۔ چنانچہ پونا کے اسی جلسہ میں کہا گیا۔

"آج اچھوت مندروں میں داخل ہونے کی جدوجہد کر رہے ہیں کل کو ساتھ کھانا کھانے اور آپس میں بیاہ شادی کرنیکا مطالبہ کرینگے"

(تیج ۲۸ر اکتوبر)

اس بنا پر انہوں نے صاف صاف کہدیا ہے۔ کہ وہ کوئی مطالبہ بھی پورا کرنیکے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور "اگر اچھوت مسلمان بھی ہو جائیں تو بھی ہمیں پرواہ نہیں"۔

ہم نہیں سمجھتے۔ اب اچھوتوں کے لئے اپنی انسانیت کا اعتراف کرانے اور اپنے آپ کو دوسرے انسانوں کے برابر قرار دینے کے لئے سوائے اس کے کونسا رستہ باقی رہ گیا ہے۔ کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں ہندوؤں نے ان کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ اور ہندو دہرم

اشارات

مولوی محمد علی صاحب جب ایک طویل عرصہ تک قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ کرنے کا گراں بہا معاوضہ وصول کرنے کے بعد ترجمہ معہ متعلقہ قیمتی سامان کے لے کر لاہور جا بیٹھے۔ اور جماعت احمدیہ میں قانونی ذرائع سے ان چیزوں کی وصولی کی تجویز ہوئی۔ تو خواجہ کمال الدین صاحب نے "مقدمہ بازی" کے خلاف ایک رسالہ شائع کیا۔ جس میں اپنا سارا زور قلم صرف کر دیا۔ لیکن اب کچھ عرصہ سے مولوی محمد علی صاحب کی امارت کا جوا اپنے کندھوں پر رکھنے والوں میں مقدمہ بازی کا جو شوق پیدا ہو رہا ہے۔ اس کے متعلق کوئی کچھ نہیں کہتا ؛

ایک طویل عرصہ تک غیر مبایعین کے سراسر جھوٹے الزام اور بہتان برداشت کرنے کے بعد جب گذشتہ سال "الفضل" نے ایک مضمون شائع کیا۔ تو بجائے اس کے کہ "حضرت امیر" اور ان کے رفقا کوئی جواب دیتے۔ عدالت کی طرف اُٹھ دوڑے۔ اور ایڈیٹر و پرنٹر الفضل سے ۵۵ ہزار روپیہ کا مطالبہ کرنے کے بعد فوجداری مقدمہ دائر کر دیا۔ لیکن جب "الفضل" کی طرف سے بھی اس کے مقابلہ میں استغاثہ دائر ہوا۔ تو باسانی "صلح" پر آمادہ ہو گئے۔ آخر مساوی شرائط پر معاملہ ختم ہو گیا۔ اور ما بخیر شما بسلامت کہتے ہوئے مقدمہ سے دست بردار ہو گئے۔

انہی دنوں معلوم ہوا تھا۔ ان کی انجمن کے ایک دیرینہ کارکن نے جس پر کسی وقت بڑا اعتماد کیا جاتا تھا۔ حساب فہمی کا مقدمہ دائر کر رکھا ہے۔ اور وہ اپنے مطالبات بذریعہ عدالت پورے کرانا چاہتا ہے۔ معلوم نہیں۔ اس مقدمہ کا کیا انجام ہوا۔ مگر اس سے یہ تو ظاہر ہو گیا۔ کہ ان کے ایک کارکن کو مقدمہ بازی کی دلدل میں کودنا پڑا

اسی زمانہ کے قریب قریب یہ بھی معلوم ہوا تھا۔ کہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی کے اس صاحبزادہ کے خلاف جس کی وساطت سے مولوی صاحب پر ڈورے ڈالے گئے تھے۔ اور ان کی جن جبات میں جس کی بے حد خاطر تواضع کی جاتی تھی۔ ان کے انتقال کے بعد اس کے نام وارنٹ جاری کرائے گئے۔ اور وہ بیچارہ مدتوں مارا مارا پھرتا رہا۔

اب تازہ واقعہ یہ سننے میں آیا ہے۔ کہ مسٹر فضل کریم درانی جسے غیر مبایعین نے اپنا مبلغ بنا کر یورپ میں بھیجا تھا۔ اور جو ان کی جرمنی کی مسجد کا انچارج اور پیش امام تھا۔ اس کے خلاف وارنٹ بلا ضمانت جاری کرائے گئے ہیں۔ اور اسے گرفتار کرانے کے لئے ایک خاص موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بے حد جد و جہد کی جا رہی ہے ؛

ہمیں امید تو نہیں۔ کہ غیر مبایعین میں مقدمہ بازی کا جوش جو روز افزوں ہے۔ اس میں ہماری نصیحت سے کچھ کمی واقعہ ہو سکے۔ لیکن ہم انسانی ہمدردی سے مجبور ہو کر یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ کہ ایک ایسے طائفہ کے لئے جو مذہب کو اپنا اوڑھنا بچھونا بتاتا ہے۔ مقدمہ بازی کی الجھنوں میں اتنی سرگرمی کے ساتھ مشغول ہونا کچھ زیادہ موزوں معلوم نہیں ہوتا۔ کیا لوگ یہ نہ کہینگے۔ کہ غیر مبایعین ایک وقت جسے اپنا نمائندہ اور اسلام کا مبلغ بنا کر مغرب میں اشاعت اسلام کے سے مقدس کام کے لئے بھیجتے ہیں ایسے ہی عدالتوں میں "خیانت مجرمانہ" کے الزام میں گھسیٹ رہے ہیں۔ اور وہ جو دنیا کے اہم معاملات میں خواہ مخواہ ٹانگ اڑا کر مشورے دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ان سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ اپنے گھر کی ایک بات کا گھر میں ہی فیصلہ کر لیں۔

مسٹر درانی کے مقدمہ کے سلسلہ میں غیر مبایعین کی یہ بھی کوشش معلوم ہوتی ہے۔ کہ جہاں جہاں ان کا ہاتھ اڑسے۔ اسے بھی مقدمہ بازی کی لپیٹ میں لے آئیں۔ چنانچہ (۳ر نومبر) کے پیغام میں بیچارے ایڈیٹر صاحب "تازیانہ" کو بھی دھمکی دی گئی ہے۔ جس کا قصور صرف یہ ہے کہ اس نے مسٹر درانی کے خلاف ایک نہایت درشت مضمون لکھنے کے بعد اس کا جواب شایع کیا۔ ایڈیٹر صاحب "تازیانہ" کے ہاں سے پولیس کے ذریعہ مسٹر درانی کا اصل مضمون ضبط کرا چکے ہیں۔ اب دیکھئے ان سے اور کیا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔

بیچارے مسٹر درانی وہ وقت یاد کر کے لہو کے آنسو روتے ہونگے جب انہوں نے غیر مبایعین سے تعلق جوڑا۔ اور ان کی طرف سے مبلغ بن کر یورپ روانہ ہوئے تھے۔ لیکن۔ اب پچھتائے کیا ہوت۔ جب چڑیاں چگ گئیں کھیت ؛

لاہور کے چند نوجوانوں نے "بہ بانگ دہل" "زمیندار (۲۰ اکتوبر) میں یہ اعلان شایع کرایا ہے۔ کہ

"ہم نے عزم بالجزم کر لیا ہے۔ کہ ملاازم اور پیر پرستی کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دینگے"

لیکن اس کام کو انہوں نے اتنا آسان سمجھ رکھا ہے۔ کہ ان کا خیال ہے۔ "ہمارا یہ اعلان پڑھکر ملکر علماء کے گھروں میں صف ماتم بچھ جائیگی"۔

اگر علماء کے گھروں میں اس قسم کے اعلانوں سے ہی صف ماتم بچھ سکتی۔ تو آج تک کبھی کا ان کا صفایا ہو چکا ہوتا۔ لیکن یہ مخلوق کچھ ایسی سخت جان واقع ہوئی ہے کہ ابھی تک موجود ہے۔ اس کے مٹانے کا تہیہ کرنیوالے نوجوانوں کو گیدڑ بھبکیاں دینے کی بجائے کچھ کر کے دکھانا چاہئے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے

نبی کے زمانہ میں چھوٹے بڑے اور بڑے چھوٹے کئے جاتے ہیں!

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی تقریر باڑی پورہ کشمیر میں

باڑی پورہ (کشمیر) کے جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے حسب ذیل تقریر ۱۶ر اگست ۲۹ء کو فرمائی تھی

(مرتبہ مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل)

بعد تشہد و تعوذ و تلاوت سورۃ فاتحہ کے فرمایا:-

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ جب کسی بستی میں فاتحانہ طور پر داخل ہوتا ہے۔ تو جعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ وہ اسکے بڑے لوگوں کو چھوٹا اور چھوٹوں کو بڑا کر دیتا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں دنیا میں جب کبھی حکومت بدلتی ہے تو جہاں نیا بادشاہ اور نئے حاکم ہو جاتے ہیں۔ وہاں اس کے ساتھ دنیا میں بہت بڑا تغیر بھی واقع ہوتا ہے وہ لوگ جو اُس ملک میں بڑے سمجھے جاتے ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں سب کام ہوتے ہیں۔ وہ اپنی عزت اور حکومت کی حفاظت کیلئے نئے بادشاہ سے مقابلہ کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر کوئی اور بادشاہ قابض ہو گیا۔ تو ان کی حکومت میں خلل واقع ہو گا۔ اگر اس مقابلہ میں نیا بادشاہ غالب آجاتا ہے تو وہ چھوٹوں کو بڑا بنا دیتا ہے اور بڑوں کو چھوٹا کر دیتا ہے۔ خدائی سلسلوں میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔

رسول کریمؐ کی تعلیم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے۔ تو عرب میں گو کوئی بادشاہ نہیں تھا۔ مگر ہر علاقہ میں بڑے بڑے لوگ تھے۔ جو اپنے اپنے علاقہ پر حکومت کرتے تھے۔ مدینہ میں۔ طائف میں حضر موت میں۔ یمن وغیرہ میں۔ غرض ہر علاقہ میں رئیس تھے۔ جب آپؐ نے نبوت کا پیغام پہنچایا۔ تو آپؐ کی باتوں میں کوئی ایسی بات نہ تھی جو بُری ہو۔ آپؐ نے ایک بات بھی ایسی نہ کہی جس سے مخالفین یہ نتیجہ نکالتے۔ کہ یہ شخص اپنی بڑائی چاہتا ہے۔ اور ہمیں گرانا چاہتا ہے۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا حکم دیا تو اس میں آپ کا کوئی ذاتی فائدہ نہ تھا۔ سراسر دوسروں کا ہی فائدہ تھا اگر آپ نے حقیقی مالک کو راضی کرنے کی تعلیم دی۔ تو جو لوگ اس تعلیم پر چلتے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیتے تھے انکی اپنی ذاتوں کو ہی فائدہ پہنچتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا فائدہ ہوتا۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ دینے کا حکم دیا۔ تو اس میں بھی لوگوں کا ہی فائدہ تھا نہ کہ آپؐ کا۔ آپؐ نے تو سیدوں کو زکوٰۃ لینے سے منع کر دیا۔ حالانکہ سیدوں میں بھی غریب ہوتے ہیں۔ تو نہ صرف آپ زکوٰۃ کے مال سے مجتنب رہے بلکہ اپنی اولاد کے لئے بھی فرما گئے کہ ان کے لئے زکوٰۃ کا مال جائز نہیں۔

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ بولنے سے منع فرمایا۔ اس میں آپ کو کیا فائدہ حاصل ہوتا تھا۔ کونسی جاگیر ملجاتی تھی۔ یہ صرف لوگوں کے فائدہ کے لئے آپؐ نے تعلیم دی۔

اسی طرح چوری کرنے سے منع فرمایا۔ اس سے بھی آپ کی ذات کو کچھ فائدہ نہ تھا۔ صرف لوگوں کے بھلے کے لئے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں تو بعض اوقات کھانے کو بھی کچھ نہ ہوتا تھا۔ اس حالت میں یہ خیال نہیں کیا جا سکتا۔ کہ آپؐ نے جو چوری سے منع فرمایا تو اس لئے کہ تا آپؐ کے گھر محفوظ رہیں۔ بلکہ یہ حکم صرف لوگوں کے اموال کی حفاظت کے لئے دیا۔ اسی طرح آپؐ نے ظلم کرنے سے منع فرمایا۔ یہ حکم بھی اسلئے دیا۔ تا لوگ ایک دوسرے کے ظلم سے بچیں۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تو علیحدگی میں عبادت کر کے اپنا وقت گذارتے تھے۔ پس جو بھی تعلیم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دی۔ نہ تو اس میں کوئی بُرائی تھی۔ اور نہ آپؐ کی اس میں کوئی ذاتی غرض تھی۔ آپؐ نے جھوٹ سے منع فرمایا۔ اس میں کونسی بُری بات تھی۔ چوری سے منع فرمایا۔ اس میں کونسی بُری بات تھی۔ بدکاری سے منع فرمایا۔ اس میں کونسی بُری بات تھی۔ عرب لوگ شراب سے بدمست رہتے تھے۔ ان کو شراب پینے سے منع فرمایا۔ اس میں کونسی بُری بات تھی

مکہ سے مسلمانوں کی ہجرت

مگر باوجود اسکے پھر بھی لوگوں نے آپؐ کو سخت تکلیفیں دیں۔ آپکے ماننے والوں پر ایسے ظلم و ستم ڈھائے۔ کہ وہ ہمیشہ مصائب کا تختہ مشق بنے رہے۔ ان تکالیف سے تنگ آ کر بعض صحابہ ملک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے اور ہجرت کر کے حبشہ میں جا پناہ گزین ہوئے۔ مگر مکہ والوں کی اس سے بھی تسلی نہ ہوئی کہ چار پانچسو کوس پر بھی وہ اپنے غریب ہم وطنوں کو آرام سے بسنے دیں۔ انہوں نے حبشہ کے بادشاہ کو تحفے بھیج کر اس بات کے لئے رضامند کرنا چاہا۔ کہ وہ مسلمانوں کو اپنے ملک سے نکال دے۔ لیکن جب یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ تو بعض اُن میں سے حبشہ پہنچے ان میں سے ایک عمرو بن عاص بھی تھے جو بعد میں بہت بڑے صحابی ہوئے انہوں نے مصر فتح کیا تھا۔ انہوں نے جا کر حبشہ کے بادشاہ سے کہا۔ یہ لوگ ہمارے غلام ہیں۔ اور بغاوت کر کے وہاں سے بھاگ آئے ہیں۔ بادشاہ منصف مزاج تھا۔ اسنے مسلمانوں کو بُلایا۔ اور دریافت کیا۔ آپ لوگوں پر کیا الزام ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ اے بادشاہ۔ ہمارا قصور اسکے سوا کوئی نہیں کہ ہم لوگ چوری کیا کرتے تھے۔ بدکاری میں مبتلا تھے۔ شرک کے گند سے ملوث تھے۔ ہر قسم کا دغا فریب کرتے تھے۔ کہ خدا کا ایک برگزیدہ پیدا ہؤا۔ اُسنے ہمیں ان باتوں سے روکا۔ ہم نے اسکی آواز پر لبیک کہا۔ اور یہ سب بُرائیاں چھوڑ دیں۔ پس یہی ہمارا قصور ہے۔

یہ تقریر ایسے رقت بھرے الفاظ میں کی گئی۔ کہ بادشاہ اور درباری سب رو پڑے۔ اور بادشاہ نے انہیں واپس دینے سے انکار کر دیا۔

جب اس طرح بھی اہل مکہ کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ تو عمرو بن عاص نے اپنے ساتھی سے کہا۔ اب میں درباریوں کو ان کے خلاف اُکساتا ہوں۔ چنانچہ اُسنے درباریوں کو تحفے تحائف دیکر اس بات پر آمادہ کر لیا۔ کہ وہ بادشاہ کو یہ کہکر مخالف بنائیں۔ کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک کرتے ہیں۔ بادشاہ عیسائی تھا۔ اُسے اس طرح اشتعال دلانے کی کوشش کی گئی دوسرے دن درباریوں نے بادشاہ سے کہا۔ اے بادشاہ۔ یہ لوگ نہ صرف مکہ والوں کے دشمن ہیں بلکہ تمہارے بھی دشمن ہیں۔ کیونکہ یہ حضرت عیسیٰ کی توہین کرتے ہیں۔ بادشاہ نے پھر مسلمان مہاجرین کو بلایا۔ اور اس بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے کہا ہم لوگ حضرت عیسیٰ کو خدا کا نبی مانتے ہیں۔ اور دل سے انکی تعظیم کرتے ہیں۔ ہاں ہم انہیں خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔ اور سورہ مریم کی آیات سنائیں۔ بادشاہ نے ان کا جواب سنکر ایک تنکہ اُٹھایا۔ اور خدا کی قسم کھا کر کہا میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس سے زیادہ اس تنکے کے برابر بھی نہیں سمجھتا۔ درباری یہ سُنکر بادشاہ کے خلاف سخت برافروختہ ہو گئے۔ مگر بادشاہ نے انہیں وہ واقعہ یاد دلایا جبکہ وہ اسکے باپ کی وفات پر اُسے قتل کر کے اسکے چچا کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے۔ مگر خدا نے کچھ ایسے سامان کر دیئے۔ کہ بادشاہت اُسے مل گئی۔ بادشاہ نے کہا کہ تم لوگوں کا مجھ پر کچھ احسان نہیں یہ خدا کا مجھ پر احسان ہے۔ بادشاہت کے جانے کا مجھے کچھ بھی ڈر نہیں۔ وہ خدا جسنے مجھے بادشاہت عطا کی۔ میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ اور یہ ظلم جو تم مجھ سے کرانا چاہتے ہو ہرگز نہیں کروں گا۔

اسلام کے دشمن اس کے جان نثار بن گئے

ایک وقت تو یہ حالت تھی لیکن پھر وہ زمانہ بھی آیا۔ جبکہ یہ اسلام۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور صحابہ کے دشمن مسلمان ہو کے اور اخلاص میں اعلیٰ درجہ کی ترقی کی یہی عمرو بن عاص جب مسلمان ہو گئے تھے۔ تو اپنے متعلق کہنے لگے۔ مجھ پر دو زمانے آئے ایک اسلام کی مخالفت کا۔ اور ایک موافقت کا۔ مخالفت کے زمانہ میں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا بغض رکھتا تھا کہ حقارت سے کبھی چہرہ نہیں دیکھتا تھا۔ پھر موافقت کا زمانہ آیا۔ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس قدر دل میں جاگزین ہوئی۔ اور آپ کا جلال ایسا تھا کہ میں رعب کی وجہ سے آپؐ کے چہرہ کیطرف نگاہ نہیں کر سکتا تھا۔ ابو جہل کا لڑکا عکرمہ تھا۔ پہلے مخالفت کرتا رہا لڑائیوں میں سرگرم حصہ لیتا تھا۔ مگر جب اسلام اختیار کیا۔ تو ہر طرح کی قربانیاں کیں۔ جان و مال سے دریغ نہ کیا۔ اور اسلام کی اس قدر خدمت کی۔ کہ اپنا پورا جان نثار ہونا ثابت کر دیا۔

غرضنکہ وہ دشمنان اسلام جو تحت مخالفت پر تلے رہتے تھے آخرکار انہوں نے حقانیت کو مانا۔ اور مانکر ہر طرح کی قربانیوں میں حصہ لیا؛

بڑے چھوٹے اور چھوٹے بڑے بنا دیئے گئے

اسی طرح ایک وقت تو وہ تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو گھروں سے باہر نکلنا دشوار تھا۔ اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ کر گذارہ کرنا پڑتا تھا۔ تاکہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہیں۔ لیکن پھر وہ بھی زمانہ آیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاتح کی حیثیت سے ایک جرار لشکر کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ اس طرح وہ دن آیا۔ کہ دشمن کو دروازے بند کر لینے پڑے۔ اور کسی کو طاقت نہ ہوئی کہ باہر نکل سکے۔ وہ لوگ جو غریب سمجھے جاتے تھے اور جو اتنے مظلوم تھے۔ کہ کوئی انکی فریاد کو نہیں پہنچتا تھا۔ اس وقت وہ فاتح کی حیثیت سے داخل ہو رہے تھے۔ اور اس دن خدا تعالٰے نے دشمنوں کو دکھا دیا کہ کس طرح چھوٹے بڑے بنائے جاتے ہیں۔ اور بڑے چھوٹے کر دیئے جاتے ہیں؛

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے۔ تو ان کے باپ سے کسی نے کہا۔ ابوبکر مسلمانوں کا خلیفہ ہو گیا۔ اس پر وہ تعجب سے پوچھنے لگے۔ کون ابوبکرؓ۔ کیا ابو قحافہ کا بیٹا۔ جب انکو یقین دلایا گیا۔ کہ وہی خلیفہ ہوئے ہیں۔ تو وہ دریافت کرنے لگے۔ کیا بنو ہاشم نے انکو مان لیا ہے۔ بنو عبد الشمس۔ بنو عبد المطلب وغیرہ نے انکی اطاعت اختیار کر لی ہے۔ جب کہا گیا کہ ہاں۔ سب نے مان لیا ہے۔ تو حضرت ابوبکرؓ کے والد نے اگرچہ وہ پہلے سے اسلام میں داخل تھے۔ مگر کمزور ایمان رکھتے تھے۔ کلمہ شہادت پڑھا۔ اور کہا آج مجھے یقین ہو گیا کہ اسلام سچا ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی قوت قدسیہ کا اثر ہے کہ ان قبائل نے ابوبکرؓ کی اطاعت اختیار کر لی۔ ورنہ ابوبکر کی کیا حقیقت تھی؛

حضرت ابوہریرہؓ کے حالات زندگی

پھر حضرت ابوہریرہ کو دیکھو۔ فتوحات کے زمانہ میں ایک دن ریشمی رومال میں تھوک کر کہنے لگے۔ واہ واہ ابوہریرہ۔ ایک وہ زمانہ تھا۔ کہ بھوک کے مارے بیہوش ہو جانے پر لوگ مرگی کے خیال سے جوتیاں مارا کرتے تھے۔ اور ایک یہ زمانہ ہے ریشمی رومالوں میں تھوکتے ہو۔ پاس بیٹھنے والوں نے یہ بات سُنکر پوچھا۔ آپ نے کیا فرمایا۔ کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں میں ہر وقت مسجد میں بیٹھا رہتا تاکہ جب آپ باہر تشریف لائیں۔ اور کچھ فرمائیں تو میں سن سکوں۔ اس وجہ سے میرے کھانے کا کوئی باقاعدہ انتظام نہ تھا۔ بعض دفعہ سات سات فاقے کرنے پڑتے تھے۔ اور بعض اوقات شدت بھوک کے سبب بیہوشی طاری ہو جاتی اور اس بیہوشی کو مرگی خیال کیا جاتا۔ اور عرب کے رواج کے ماتحت اس کا علاج جوتیوں سے کیا جاتا۔ ایک دفعہ جب کہ بھوک نے بہت ستایا۔ تو میں نے صدقہ کی آیت نکالکر حضرت ابوبکر کے پیش کی۔ انہوں نے اس کا مطلب بیان کیا۔ اور چلدیے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے پیش کی۔ انہوں نے بھی مطلب بیان کیا۔ اور چلدئے حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں جب وہ مطلب بیان کر کے چل پڑتے۔ اور آیت کے پیش کرنے سے میری غرض کو نہ سمجھتے۔ تو میں اپنے دل میں کہتا کیا یہ معنے مجھے معلوم نہ تھے۔ یہ مجھ سے بہتر تو نہیں جانتے۔ اس اثنا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا۔ ابوہریرہ کیا بھوک لگی ہے میں نے عرض کیا ہاں۔ اس پر آپؐ نے مسجد کے دوسرے غرباء کو بھی بلانے کے لئے فرمایا۔ چنانچہ جب میں سب کو بلا کر لے گیا۔ تو آپؐ نے دودھ کا ایک پیالہ نکالا۔ اور پلانا شروع کیا۔ مگر مجھے چھوڑ کر پہلے دوسروں کو پلانے لگ گئے۔ اس پر میں دل میں کڑھا۔ کہ بھوک سے تو میں مر رہا تھا۔ ایک پیالہ دودھ ہے۔ وہ دوسرے پینے لگ گئے ہیں مجھے کیا ملے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو پلا کر مجھے فرمایا۔ ابوہریرہ اب تم پیو۔ میں نے پیا۔ حضور نے فرمایا۔ اور پیو۔ پھر میں نے پیا۔ اس طرح حضور نے مجھے کئی بار پلایا۔ حتّٰی کہ پیٹ میں ذرا بھی گنجائش باقی نہ رہی۔ یہ واقعہ سُنا کر حضرت ابوہریرہؓ فرمانے لگے اس وقت مجھے یہ واقعہ یاد آ گیا۔ کہ ایک تو وہ زمانہ تھا کہ میرا یہ حال تھا۔ اور ایک یہ زمانہ ہے جبکہ خدا نے فضل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق فتوحات ہوئیں۔ اور میں ایران کے بادشاہ کے رومال میں تھوکتا ہوں۔ حضرت ابوہریرہ فتوحات کے زمانہ میں مصر کے گورنر بھی بنا دیئے گئے تھے؛

الغرض دنیا میں جب خدا کے نبی آتے ہیں تو لوگ انکی مخالفت کرتے ہیں۔ وجہ مخالفت صرف یہ ہوتی ہے کہ وہ خیال کر لیتے ہیں جو حکومت ہمیں حاصل ہے وہ اسے حاصل ہو جائے گی۔ ایسے لوگوں کو چھوٹا بنا دیا جاتا ہے۔ اور جو نبی کو قبول کرتے ہیں۔ انہیں ادنٰے حالت سے بڑا بنا دیا جاتا ہے۔ حضرت موسٰیؑ جب مبعوث ہوئے تو انکی قوم نہایت ذلیل سمجھی جاتی تھی۔ اینٹیں پاتھنے کا کام ان سے لیا جاتا تھا۔ لیکن حضرت موسٰی کو مان کر وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ اسی طرح حضرت عیسٰیؑ تشریف لائے۔ آپ کے ماننے والے بھی ادنٰی قوموں سے تعلق رکھتے تھے۔ حواری اور مچھلیاں پکڑنے والے آپ کے متبع تھے۔ مگر خدا نے انکو عزت دی۔ باقی جو بڑے بنے بیٹھے تھے۔ ان سب کو ذلیل و رسوا کر دیا؛

موجودہ زمانہ میں مامور

آج بھی خدا نے ایک مامور بھیجا ہے جس کے ہاتھ پر ہم سب احمدیوں نے بیعت کی ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ الٰہی سلسلوں کی طرح یہ سلسلہ بھی پہلے بہت کمزور سمجھا جاتا تھا۔ مگر جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے سلسلہ ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور اسکی عظمت لوگوں کے دلوں پر بیٹھتی جاتی ہے۔ ایک دفعہ کچھ حنفی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ مباحثہ کرنے کے لئے لے گئے۔ بٹالہ پہنچنے پر آپ نے فرمایا۔ پہلے میں یہ تو معلوم کر لوں۔ کہ وہ کہتے کیا ہیں۔ مولوی محمد حسین صاحب نے بتایا کہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں۔ کہ قرآن کریم کی بات بہرحال مقدم ہے اور حدیث موخر۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ یہی ٹھیک ہے میں بھی اسے درست سمجھتا ہوں۔ حضرت صاحب کے اس جواب پر مباحثہ کے لئے لیجانے والے تالیاں پیٹنے لگے۔ مگر آپ نے انکی تالیوں کا کچھ بھی خیال نہ کیا۔ اور خدا اور خدا کے رسول کے حکم کے خلاف کچھ کہنا گناہ سمجھا۔ جب آپ قادیان کو واپس لوٹے۔ تو راستے میں الہام ہوا۔ آج تُو نے میری خاطر ذلت قبول کی ہے۔ مگر میں تجھے عزت دونگا اور تمام دنیا میں تیرا نام معزز کرونگا۔ بظاہر یہ بات معمولی نظر آتی ہے۔ مگر غور کیا جائے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فعل بہت بڑی بات تھی؛

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق عام لوگوں کو یہ بھی معلوم نہ تھا۔ کہ آپ بھی بڑے مرزا صاحب کے بیٹے ہیں۔ آپ ہر وقت مسجد میں بیٹھے رہتے۔ اور خدا کی عبادت میں مشغول رہتے۔ آپ کے والد افسوس کیا کرتے۔ کہ یہ میرا بیٹا آئندہ زندگی میں بھوکا مریگا۔ کیونکہ یہ تو زمینداره بھی نہیں کر سکے گا۔ مگر اُن کو کیا معلوم تھا کہ یہ ایک عظیم الشان ہستی بننے والا ہے؛

حضرت مسیح موعود کی مخالفت

اس زمانہ کے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کرتے ہیں حالانکہ آپ نے بھی کوئی بات ایسی نہیں کہی۔ جو بُری ہو۔ اس سرینگر میں فاحشہ عورتیں موجود ہیں۔ مولوی اور واعظ اُنہیں دیکھتے ہیں۔ مگر کوئی کچھ نہیں کہتا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر کرو تو فوراً مخالفت کرنے کیلئے تیار ہو جائینگے۔ نہ صرف مخالفت بلکہ سخت افروختہ ہو جائینگے۔ مانا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسٰیؑ کی وفات ثابت کی ہے۔ اور بعض لوگوں کا عقیدہ ان کی زندگی کا ہے۔ مگر اس قدر افروختہ ہونے کے کیا معنی۔ زیادہ سے زیادہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ عقیدہ کی غلطی ہے؛

مسلمانوں کی ذلت کا ایک باعث

مسلمانوں کی ذلت کا ایک بہت بڑا باعث یہ بھی ہے۔ کہ انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین میں مدفون مانا۔ اور عیسٰیؑ کو بقید حیات آسمان پر بٹھایا۔ یہی عیسائی جو ہم پر حکومت کرتے ہیں مسلمان بادشاہوں کے زمانہ میں انکی منت و سماجت پر انکے لڑکوں کو سکولوں میں داخل کیا جاتا تھا۔ مگر آج یہ بادشاہ ہیں۔ اسکی وجہ کیا ہے۔ یہی کہ مسلمانوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین میں دفن کیا۔ خدا نے بھی انھیں ذلیل و رسوا کر دیا۔ حضرت عیسٰیؑ کو آسمان پر بٹھایا۔ خدا نے بھی انکی قوم کو ان پر حاکم کر دیا۔ انہی عقائد کی وجہ سے مسلمان عیسائیوں سے مغلوب ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کا ایک حصہ عیسائیت کا شکار ہو چکا ہے۔ ایک سادہ لوح مسلمان نہایت آسانی سے اُنکے جال میں پھنس جاتا ہے۔ وہ آنحضرت صلعم اور حضرت عیسٰیؑ کا مقابلہ کر کے دکھاتے ہیں۔ اس طرح پر کہ ساتھ ساتھ اقرار کرواتے چلے جاتے ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں بتاؤ بھائی دونوں نبیوں میں سے زندہ کون ہے۔ مسلمان حضرت عیسٰیؑ کو زندہ کہنے پر مجبور ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم کو وفات یافتہ قرار دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ پوچھتے ہیں کہ آسمان پر کون ہے۔ مُردے کون زندہ کیا کرتا تھا۔ پرندے کون پیدا کرتا تھا۔ مسلمان ان سب کا جواب حضرت عیسٰیؑ کے متعلق اثبات میں دیتا ہے اور آنحضرت صلعم کے حق میں نفی کرتا ہے۔ پھر عیسائی کہتے ہیں وہ جو زندہ ہے آسمان پر ہے۔ مُردوں کو زندہ کرتا تھا۔ پرندے پیدا کرتا تھا۔ ہم اسے مانیں۔ اور اسے نجات دہندہ قرار دیں یا اسکو جو زندہ نہیں نہ آسمان پر ہے۔ اور نہ مُردوں کو زندہ کرتا تھا۔ نہ کوئی چیز اُس نے پیدا کی۔ اس مقابلہ میں مسلمان کے پاس کوئی حقیقی جواب نہیں ہوتا۔ اور وہ مجبور ہوتا ہے کہ عیسائیت اختیار کرے۔ عیسٰیؑ کی خدائی کو تسلیم کرے۔ کیونکہ جن باتوں کو وہ پہلے سے مانتا چلا آتا ہے عیسائی وہی باتیں اس کے سامنے رکھتے ہیں۔ [illegible]

حضرت مسیح موعودؑ نے کیا کیا

برخلاف اس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت قائم کی۔ اور حقیقت اسلام کو لوگوں کے سامنے رکھا۔ باطل کی آمیزش کو دور کیا۔ اور خدائی احکام کو دنیا میں جاری کیا۔ مگر لوگوں نے آپ کی مخالفت کی۔ اور ہر طرح سے مقابلہ کیا۔ تا یہ تعلیم دنیا میں نہ پھیلے۔ آپ کے خلاف ہر قسم کے ذلیل و رسوا کرنے کے منصوبے کئے گئے۔ آپ پر مقدمات کئے گئے۔ جھوٹے گواہ بنا کر پیش کئے گئے۔ مارنے کی کوشش کی گئی۔ قتل کے مقدمے بنائے گئے۔ یہی وہ زمانہ تھا۔ جبکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے لکھا۔ میں مرزا صاحب کو اپنے قلم سے مٹا دوں گا۔ مگر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو۔ خدا نے ان کے خاندان کو تباہ کر دیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاندان ترقی کر رہا ہے۔ اور احمدیت پھیلتی جاتی ہے۔

افغانستان میں احمدی

افغانستان جہاں کہ احمدیوں پر سخت مظالم ڈھائے جاتے ہیں۔ ان کو مروا دیا جاتا ہے۔ اُس ملک میں بھی خدا کے فضل سے احمدیت ترقی کرتی جاتی ہے۔

مولوی نعمت اللہ خان صاحب جن کو محمود طرزی وزیر امان اللہ خان سابق شاہ افغانستان کی چٹھی پر کہ اپنا مبلغ بھیجو۔ افغانستان میں بطور مبلغ بھیجا تھا۔ لیکن جب انھوں نے لوگوں کے سامنے احمدیت کو پیش کیا۔ تو ان کے خلاف وہاں کے علماء نے فتاوئی کفر لگائے۔ اور انہیں واجب القتل قرار دیا۔ اور انہیں تکلیفوں میں ڈال کر سنگسار کر دیا۔ انہیں ذلیل کرنے کی غرض سے بازاروں میں پھرایا گیا۔ غرضکہ ہر نوع کی تکلیف انہیں پہنچائی گئی۔ مگر انہوں نے احمدیت کو نہ چھوڑا۔ ایک انگریز مصنف جو اُن دنوں وہاں موجود تھا۔ اور اُس نے سنگساری کا واقعہ دیکھا تھا۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ جب مولوی نعمت اللہ خاں صاحب کو گاڑا گیا۔ اور پتھر پڑنے شروع ہوئے۔ تو وہ یہی کہتے تھے۔ میں نے حق کو قبول کیا ہے۔ میں اسے نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ مجھے مار دیں۔ میں تو آپ کے حق میں دعا ہی کروں گا۔ باوجود ایسے خطرناک مظالم کے پھر بھی اس ملک میں جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اب جبکہ امیر امان اللہ خان اپنے ملک کو چھوڑ کر رو ما (اٹلی) میں پہونچ چکے ہیں اُن کے ایک وزیر کی چٹھی میرے نام سیلون سے آئی ہے۔ کہ میں جب افغانستان میں تھا۔ تو احمدیت کی تبلیغ کیا کرتا تھا۔ اب ولایت جا رہا ہوں۔ واپسی پر افغانستان میں آکر پھر تبلیغ کروں گا۔

خدا کی گرفت سے بڑھ کر کسی کی گرفت نہیں ہو سکتی۔ امان اللہ خان کے اُن بے جا مظالم پر خدا کی گرفت ہوئی۔ اُس نے لڑ کر ملک کو انگریزوں سے آزاد کرایا تھا۔ اس وجہ سے قوم اُس کی بہت ممنون تھی۔ اور اُس کی بہت عزت کرتی تھی۔ مگر یکدفعہ حالات بدلے۔ اور وہ عزت جو اُسے حاصل تھی۔ ذلت کے رنگ میں بدل گئی۔ اور اب جس حال میں امان اللہ خان ہیں۔ وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں۔

کشمیر میں احمدی

غرضکہ احمدیت ہر ملک میں پھیلتی جاتی ہے۔ اس علاقہ میں بھی احمدیت پھیلی ہے۔ یاڑی پورہ۔ گنج پورہ۔ آسنور۔ رشی نگر۔ بانڈی پور وغیرہ دیہات میں ہزاروں احمدی ہیں۔ مگر باقی علاقوں کی نسبت کم ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس ملک میں تعلیم کم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو یہاں نہیں آئے۔ یہاں حق کی آواز پہونچی۔ اور لوگوں نے قبول کی۔ پھر وہ مرکز میں پہونچے۔ اور صداقت کو معلوم کیا۔ اور اس پر قائم ہو گئے۔ اور واپس آکر دوسرے لوگوں تک اُس صداقت کو پہونچایا اور اس طرح صداقت پھیلتی گئی۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ برکات

یاد رکھو۔ خدا کی طرف سے آنے والا برکات کے ساتھ آتا ہے۔ گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام شریعت کی نئی کتاب نہیں لائے۔ اور نہ نیا کلمہ جاری کیا ہے۔ وہی نمازیں ہیں۔ وہی روزے ہیں۔ جن کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا۔ مگر آپ کے ساتھ برکات کا نزول ہوا۔ جن سے بہتوں کو فائدہ ہوا۔ کشمیر کی جماعتوں کے متعلق جب میں غور کرتا ہوں۔ تو افسوس آتا ہے کہ انہوں نے نمایاں ترقی نہیں کی جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے تبلیغ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کوئی شخص سری نگر جائے۔ اور اُس سے راجہ صاحب مصافحہ کریں۔ تو وہ ہر جگہ اُس کا ذکر کرے گا۔ لیکن جب خدا تعالےٰ کے نائب نے دنیا کو آواز دی۔ اور تم لوگوں نے اُس پر لبیک کہا اور اُس کے سلسلہ میں داخل ہوئے جسے خدا دنیا میں عزت دینا چاہتا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم حق کی آواز دوسروں تک نہیں پہونچاتے۔ افسوس ہے۔ کہ یہاں کی جماعتوں نے اُس کی پوری قدر نہ کی۔ آج نہیں۔ تو آنے والی نسلیں تمہارے کپڑوں تک سے برکت حاصل کریں گی۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپؐ کے کپڑوں سے لوگ برکات حاصل کرتے رہے۔

ایمان کا جوش

حضرت ابو ذر غفاری کا قصہ حدیث میں آتا ہے۔ جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سُنا۔ تو وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپؐ کی تعلیم کو سُنکر اسلام میں داخل ہو گئے۔ چونکہ انکا قبیلہ سخت مخالف تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے اسلام کے مخفی رکھنے کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے اجازت دے دی۔ اس کے بعد کچھ دن وہ حضورؐ کی صحبت میں رہے۔ اور اس قدر اسلام کی محبت اُن کے اندر موجزن ہوئی۔ کہ وہ سرداران مکہ کے سامنے جا کر بلند آواز سے کہنے لگے۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا رسول اللّٰہ۔ اس پر اُنہیں اس قدر زدوکوب کیا گیا۔ کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ حضرت عباس جو ابھی اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ وہاں سے گزرے۔ اور انہیں یہ کہہ کر چھڑایا۔ کہ جانتے ہو۔ کہ یہ شخص کون ہے۔ غفار قبیلہ کا ہے۔ اور اگر وہ تمہارے مخالف ہو گئے۔ تو تمہاری ساری تجارت بند ہو جائے گی۔ اور کوئی چیز تمہارے پاس نہیں پہونچ سکے گی۔ اُس دن تو وہ چھوٹ گئے۔ لیکن دوسرے دن پھر اسی طرح کیا۔ اور پھر مار کھائی۔ پہلے تو وہ اپنے قبیلہ میں جا کر اپنے اسلام کے مخفی رکھنے کی اجازت چاہتے تھے۔ مگر ایمان نے ایسا جوش مارا۔ کہ انہوں نے مکہ ہی میں اشاعت اسلام شروع کر دی۔

کشمیر کی احمدی جماعتیں

ہماری کشمیر کی جماعتیں تبلیغ کے معاملہ میں بہت سست نظر آتی ہیں اس دفعہ بھی اور پہلے بھی جب کبھی میں آیا۔ یہی دیکھا۔ یہ عذر درست نہیں۔ کہ ہم ان پڑھ ہیں۔ ہماری جماعت میں بہت سے ایسے ان پڑھ ہیں۔ جو ایک حرف بھی نہیں جانتے۔ مگر احمدیت کے لئے ایسا جوش رکھتے ہیں۔ کہ سینکڑوں لوگ ان کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ احمدیت کی سچائی کی یہ بھی ایک زبردست دلیل ہے۔ کہ کوئی زمانہ تھا۔ جب مسلمان کہلانے والے عیسائی ہوتے تھے۔ لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ تو عیسائی اور انگریز لوگ مسلمان ہونے لگے۔ گویا پہلے اگر شیر بکری کو کھاتے تھے۔ تو اب بکری شیروں کو کھانے لگی۔ اور یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے ہوا۔ ولایت میں انگریز مسلمان ہو رہے ہیں۔ امریکہ میں امریکن لوگ اسلام قبول کرتے جاتے ہیں۔ یہی لوگ تھے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ مگر اب اسلام قبول کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔

احمدیت کے مقابلہ میں عیسائیت

عیسائی پادریوں کو نوٹس دیا گیا ہے۔ کہ وہ احمدیوں سے بات چیت نہ کریں۔ پادری زویمر جو کسی زمانہ میں مصر میں رہتا تھا۔ اُس نے ایک شخص سے سوال کیا جس کا وہ جواب نہ دے سکا۔ اتفاقاً وہ شخص ہمارے ایک طالب علم سے ملا۔ جو مصر میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے گئے ہوئے تھے۔ اور جو آج کل مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ انہوں نے اُس شخص کو سوال کا جواب سمجھایا۔ اور کہا۔ یہ جواب پادری کے سامنے پیش کرنا۔ چنانچہ وہ شخص پادری زویمر کے پاس گیا۔ اور اُسے جواب سُنایا۔ پادری صاحب گھبرا کر کہنے لگے۔ کیا تم کسی قادیانی سے تو مل کر نہیں آئے۔ اب یہاں نہ آنا۔ غرضکہ یہ لوگ اب احمدیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

بہادری سے تبلیغ کرو

پس احمدیت کی اشاعت بزدلی سے نہ کرو۔ بلکہ جرأت اور بہادری سے کرو۔ یہ مطلب نہیں۔ کہ گورنمنٹ کے قوانین کی خلاف ورزی کرنی شروع کر دو۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ سے مل کر کام کیا جائے۔ ہم پنجاب میں رہتے ہیں۔ وہاں گورنمنٹ سے مل کر کام کرتے ہیں۔ مگر ڈرتے نہیں۔ اگر ہماری جماعت دوسروں پر ظاہر کر دے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ ایک خزانہ ہے۔ تو پھر کون ہے۔ جو انکار کرے۔ اور خزانہ کو رد کر دے۔

میں پھر کہتا ہوں۔ کہ یہ سوال ہی غلط ہے۔ کہ ہم ان پڑھ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمّی تھے۔ مگر سب دنیا کو آپ نے تعلیم دی۔ پس خدا کا فضل حاصل کرو۔ پھر سب کچھ پالو گے۔ نیکی اور تقوےٰ میں ترقی کرو۔ پھر کسی کتاب کے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اصل چیز خدا کی محبت ہے۔ اُسے پیدا کرو۔ پڑھائی صرف "سونے پر سہاگہ" کا کام دیتی ہے۔ اگر کتابی علم سے کچھ بنتا۔ تو پھر اسلام نہ پھیلتا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمّی تھے۔ عرب لوگ اُمّی تھے۔ مگر دیکھو۔ ان اُمیوں نے کس طرح اسلام پھیلایا۔ پہلے بزرگ مختلف پیشے اختیار کر کے اسلام کو پھیلایا کرتے تھے۔ وہ اُمّی تھے۔ اپنا کام کرتے تھے۔ مگر خدا کی محبت اُن میں موجزن تھی۔ اس لئے وہ اسلام کی راہ میں تکلیفیں اُٹھا کر بھی اسلام پھیلاتے تھے۔ پس کوشش کرو۔ کہ حق دنیا میں پھیل جائے۔ اور

اُس وقت تک آرام نہ کرو۔ جب تک حق تمام دُنیا تک نہ پہنچ جائے۔ اپنے نفوس میں اصلاح کرو۔ اور اپنی حالت درست کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں پر اپنے فضل نازل کرے گا۔ اور لوگوں کے قلوب میں الہام کرے گا۔ تاکہ وُہ آپ کی مدد کریں۔ اور ہاتھ بٹائیں ؛

مبلغین کے متعلق ارادہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آسنور کے علاقہ کے کچھ طلباء قادیان تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ ایک ان میں سے فارغ التحصیل ہونے والا ہے۔ ارادہ ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اُسے اس علاقہ میں مقرر کیا جائے۔ اس کے بعد اور طالب علم جوں جوں تیار ہوتے جائیں۔ انہیں اس علاقہ میں تبلیغ کے کام پر لگایا جائے۔ تاکہ وُہ اپنے علاقہ کو سنبھالیں۔ مگر قبل اس کے کہ ایسا ہو آپ لوگوں کو اپنی سستیوں اور کوتاہیوں کو دُور کرنا چاہیئے۔ آج ہی مجھ سے شکایت کی گئی ہے۔ کہ عام طور پر لوگ چندہ نہیں دیتے۔ میں نے کہا۔ چندہ لینے والے بھی آپ لوگ ہیں۔ اور دینے والے بھی آپ ہی۔ ہم اس بارے میں کیا کر سکتے ہیں۔ جب تک کسی کو دین کے لئے خرچ کرنے کا خود شوق نہ ہو۔ دوسرے کیا کر سکتے ہیں۔ ہاں یہ سیدھی اور پکی بات ہے۔ کہ جب کوئی جماعت بوجھ اٹھانے کے لئے تیار ہوتی ہے۔ تو اُسے بیرونی مدد بھی حاصل ہو جاتی ہے ؛

چندہ کے متعلق فیصلہ

ایسے تمام علاقے۔ جن کی زبان علیٰحدہ ہے۔ مگر ہندوستان کا ہی حصہ ہیں۔ ان کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ ان کے چندہ کا ایک حصہ انہی کے علاقہ میں خرچ کیا جائے۔ گذشتہ مجلس مشاورت میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا۔ کہ ایسے علاقوں کے چندہ کا ۲۵۔ فیصدی انہی میں خرچ کیا جائے۔ باقی مرکز میں بھیجا جائے۔ اور جو دوسرے ممالک ہیں وہاں کا ۷۵۔ فیصدی چندہ وہیں خرچ ہو۔ اور ۲۵۔ فیصدی مرکز میں بھیجا جائے۔ مرکز میں چندہ بھیجنے کی اس لئے ضرورت ہے۔ کہ وہاں حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائم کردہ لنگر خانہ ہے۔ دفاتر ہیں جو ساری جماعت کے انتظامی امور سرانجام دیتے ہیں۔ ان کے اخراجات کے لئے چندہ کی ضرورت ہے ؛

ہر احمدی مبلغ ہو۔

اس علاقہ کی جماعتیں اگر باقاعدہ چندہ دیں۔ تو اس میں سے ۲۵۔ فیصدی یہاں خرچ کیا جا سکتا ہے۔ جس سے کئی مدرسے چل سکتے اور مبلغ رکھے جا سکتے ہیں۔ پھر ہر احمدی کو تبلیغ میں حصہ لینا چاہیئے۔ پنجاب میں احمدیت اسی طرح پھیلی۔ کہ سینکڑوں آدمی اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ اور ۸۰۔ فیصدی چندہ پنجاب کا ہوتا ہے جس سے کئی کام کرنے والے مقرر کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح کشمیر میں بھی ہو سکتا ہے۔ موجودہ جماعت تبلیغی اخراجات برداشت کرے اور جُوں جُوں جماعت بڑھتی جائے۔ آمد بھی بڑھتی جائے۔ جس سے کئی مبلغ رکھے جائیں۔ اور کئی مدرسے بنائے جا سکیں۔ مگر پہلے انہی لوگوں کو سارا بوجھ اٹھانا چاہیئے۔ جو اس وقت احمدیت میں داخل ہیں۔

خُدا رسیدہ بنو

میں جماعت کے لوگوں کو اس طرف خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں خواہ کوئی تاجر ہو۔ یا واعظ۔ زمیندار ہو۔ یا گورنمنٹ کا ملازم۔ خواہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا۔ ہر ایک کو سب سے اول اپنے نفس کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ اور لوگوں کے سامنے اپنا ایسا نمونہ پیش کرنا چاہیئے کہ جو کوئی دیکھے۔ پکار اُٹھے۔ خدا رسیدہ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ اگر ایسی حالت ہو جائے۔ تو پھر دیکھو۔ احمدیت کی ترقی کے لئے کس طرح رستہ کھل جاتا ہے۔ اور کتنی جلدی ترقی ہوتی ہے۔ لیکن یہ حالت نہ ہو۔ تو خواہ کوئی مبلغ آئے۔ یا میں خود ہی آؤں۔ جسے خدا تعالیٰ نے خلافت کے مقام پر کھڑا کیا ہے۔ اور وعظ کروں۔ تو لوگ یہی کہیں گے۔ جب احمدیوں میں کوئی تغیر نہیں نظر آتا۔ تو ہم کیوں احمدی بنیں۔ پس اپنے اخلاق درست کرو۔ اپنے معاملات درست کرو۔ اپنے تعلقات درست کرو۔ اور لوگوں پر ثابت کر دو۔ کہ ان کی سچی ہمدردی اور خیر خواہی آپ کے دل میں ہے۔ میں بخار کی حالت میں تھا۔ اور آج ہی مجھے واپس سری نگر جانا ہے۔ چونکہ معلوم ہُوا تھا۔ کہ لوگ یہاں جمع ہیں۔ اس لئے آ گیا ہوں۔ میرے گھر سے بھی بیمار ہیں۔ اس لئے میرا واپس جانا ضروری ہے۔ میں آپ لوگوں کو یہی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنے فرائض اچھی طرح ادا کرنے کی کوشش کریں۔ عبادات باقاعدہ ادا کریں۔ چندہ وغیرہ میں اچھی طرح حصہ لیں۔ اور تبلیغ میں سرگرم رہیں ؛

دعا

خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ کہ آپ لوگوں کی ضرورتیں پوری کر سکیں۔ اور آپ لوگوں کو پورے جوش سے کام کرنے کی ہمت عطا کرے۔ اور دوسرے لوگوں کو حق قبول کرنے کی توفیق بخشے۔ جو لوگ اس سچائی کو قبول نہیں کرتے۔ وُہ اسلام کے غلبہ میں روک ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو جماعت قائم کی ہے۔ وُہ اسلام کی حفاظت کرنے والی فوج ہے۔ جو اس فوج میں شامل نہیں ہوتا۔ وہ اسلام کی شکست کا باعث بنتا ہے۔ خدا تعالیٰ لوگوں کو سمجھ دے۔ تاکہ وُہ اس فوج میں داخل ہوں۔ اور اسلام دنیا میں کامیاب ہو۔ اور ساری دنیا میں پھیل جائے ؛

جموں میں تقریریں

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے جموں میں تین روز تین تقاریر کیں۔ پہلے روز وفات مسیحؑ ناصری پر تقریر ہوئی دوسرے روز صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور ساتھ ہی اعتراضات کے جواب دیئے گئے۔ تیسرے روز اجرائے نبوت پر۔ سامعین کافی تعداد میں آتے رہے۔ ہر تقریر کے بعد شکوک پیش کرنے کے لئے موقعہ دیا جاتا تھا۔ تیسرے روز ایک غیر مبایع نے کچھ اعتراض کئے۔ مگر مولانا کی جوابی تقریر سنکر پھر نہ بولا اس کا اثر یہ ہُوا۔ کہ جلسہ منتشر ہونے کے بعد ایک غیر مبایع نے کہا الحمدللہ مجھے آج سمجھ آگئی ہے۔ کہ جماعت قادیان حق پر ہے۔ غیر مبایع مجھے دھوکہ ہی دیتے رہے ہیں۔ اب میں ان کے پھندے میں نہیں آؤں گا ؛

خاکسار حکیم نظام الدین سیکرٹری تبلیغ جموں

ڈاڑھی رکھنا شرعی مسئلہ ہے

چونکہ معلوم ہُوا ہے۔ بعض لوگوں کو یہ غلطی لگی ہے۔ کہ گذشتہ مجلس مشاورت میں یہ طے ہُوا ہے۔ کہ ڈاڑھی منڈانا جائز ہے۔ یا کم از کم ڈاڑھی منڈانے پر کوئی تعزیر نہیں۔ اس لئے یہ اعلان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ گذشتہ مجلس مشاورت میں ہرگز اس قسم کی کوئی بات پاس نہیں ہوئی۔ جس سے ڈاڑھی منڈانا جائز قرار دیا گیا ہو یا کسی عائد شدہ تعزیر کو اڑا دیا گیا ہو ؛

ڈاڑھی رکھنا ایک شرعی مسئلہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے ۱۹۲۷ء کی مجلس مشاورت میں یہ فرمایا تھا۔ کہ سنت رسول سے مراد وُہ اعمال ہیں۔ جو آپ نے خود کئے۔ اور دوسروں کو ان کے کرنے کی تحریک فرمائی۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ ثابت ہے۔ کہ آپ نے ڈاڑھی رکھی۔ اور یہ بھی ثابت ہے۔ کہ دوسروں سے کہا۔ رکھو۔ اسے مدنظر رکھ کر ۱۹۲۷ء کی مشاورت میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا۔ کہ ڈاڑھی منڈانے والوں کو مجلس مشاورت کے لئے حق نمائندگی نہ دیا جائے۔ اور نہ کوئی مرکزی یا مقامی عہدہ دیا جائے ؛

۱۹۲۸ء کی مجلس مشاورت میں یہ تجویز پیش ہوئی۔ کہ ڈاڑھی منڈانے کی جو تعزیر ۱۹۲۷ء میں رکھی گئی تھی۔ اس پر دوبارہ غور کیا جائے مگر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہی فیصلہ فرمایا۔ کہ اتنی جلدی اس پر دوبارہ غور نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ کوئی ایسے حالات پیدا ہوئے ہیں۔ جن کی وجہ سے غور کرنا ضروری ہو ؛

۱۹۲۹ء یعنی گذشتہ مجلس مشاورت میں جو تجویز حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے پیش ہوئی تھی۔ اس پر حضورؑ نے مشاورت میں یہ فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ جو تعزیر ڈاڑھی منڈانے والوں کے لئے ۱۹۲۷ء کی مشاورت میں پاس ہوئی تھی۔ اس میں بعض خاص حالات میں ایسی مجبوریاں پیش آ سکتی ہیں۔ جن کی وجہ سے استثناء کیا جانا مناسب ہوگا مگر استثناء کرنے کا اختیار صرف خلیفہ کو ہوگا۔ کسی احمدی کے لئے ہرگز یہ جائز نہیں۔ کہ خود بخود اپنی حالت کو استثنائی حالت سمجھکر ڈاڑھی منڈائے۔ اور سمجھے۔ کہ اس پر کوئی تعزیر نہیں ہے ؛

پس ہر احمدی سے امید کی جاتی ہے۔ کہ وُہ اسلام کے اس ظاہری شعار کی پابندی کرے گا۔ جس کی پابندی تمام انبیاء کرتے چلے آئے ہیں ؛

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

برہما ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس

ماہ دسمبر ۱۹۲۹ء کی ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ تاریخوں میں برہما مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس بمقام پیگو زیر صدارت جناب عبد الباری صاحب چودھری منیجنگ ڈائرکٹر بنگال برہما اسٹیم نیویگیشن لمیٹڈ کمپنی منعقد ہونے والا ہے۔ جن صاحبان کو جو تجاویز پیش کرنی ہوں وہ قبل از ۱۵۔ دسمبر دفتر کانفرنس پوسٹ بکس ۱۲ پیگو برہما کو روانہ فرما کر مشکور فرمائیں ؛

برکت علی آنریری سیکرٹری برہما مسلم ایجوکیشنل کانفرنس

خدا دو مسلمان فریق میں سے کس کے ساتھ ہے؟

یزیدی کون ہیں

اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ "یزیدی پیدا کئے گئے ہیں" یا "اس جگہ رہتے ہیں" سے یہ نتیجہ نکالا جائے۔ کہ آئندہ قادیان میں یزیدی پیدا کئے جائینگے۔ اور اس میں رہینگے۔ تو میں کہونگا۔ پھر اس صورت میں وہ برکات سماوی اور فیوض روحانی جو قادیان کو دیئے جانے کا وعدہ الٰہی تھا۔ وہ کہاں گئے۔ اگر وہ برکات۔ رحمتیں اور فیوض اب بھی نازل ہو رہے ہیں اور یقیناً نازل ہوتے ہیں۔ کیونکہ خدا کا پیارا مسیح یہیں پیدا ہوا۔ یہیں مدفون ہوا۔ اور اسی کے متعلق اس نے فرمایا:۔

(۱) یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے (الوصیت صـ۲۵) (۲) خدا تعالیٰ جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے (دافع البلاء صـ۱) (۳) ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلا دیگی۔ کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے (دافع البلاء صـ۱) (۴) اس جگہ یروشلم سے مراد بیت المقدس نہیں ہے بلکہ وہ مقام ہے جس سے دین کے زندہ کرنے کے لئے الٰہی تعلیم کا چشمہ جوش ماریگا اور وہ قادیان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی نظر میں دار الامان ہے (حاشیہ نزول المسیح صـ۴۲) کیا جائے تعجب نہیں۔ کہ ان فیوض و برکات اور انوار الٰہی کے نزول کی جگہ سے غیر مبایعین کو جو بزعم خود اصلی وارث بنے نکال دیا گیا۔ اور ان تمام فیوض و انوار و برکات سے بہرہ ور ہونے اور قادیان کی آئندہ ترقی۔ اس کا جلال۔ اسکی چمک۔ اسکی روحانی کشش اور اس کے چشموں کے جوش مارنے کا سبب یزیدی الطبع ہوئے۔ والعیاذ باللہ۔ کبرت کلمۃً تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ جیسے "قرآن شریف کے معارف بھی یک دفعہ ولو تیر نہیں اُترتے" ویسے ہی مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کے معانی بھی بتدریج ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ اپنے فعل سے اس مطہر کلام کی بہترین تفسیر فرماتا ہے۔ پس اخرج منہ الیزیدیون کی حقیقت یہ بھی تھی۔ کہ اگر آئندہ خدا تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت اس مقدس مقام میں کچھ یزیدی الطبع لوگ پیدا ہونگے۔ تو ضرور کچھ مہلت کے بعد کہ شاید وہ سمجھ جائیں (اخرج کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے) انہیں اس مقدس مقام سے نکال دیا جائے گا۔ مجہول کا صیغہ اسی حقیقت کو روشن کرتا ہے۔ کہ یہ سب کچھ الٰہی تقدیر سے ہوگا۔ انسانی ہاتھوں سے نہیں ہوگا۔ سو غیر مبایعین قادیان سے ایسے نکلے۔ کہ مقبرہ بہشتی سے بھی محروم ہو گئے۔ اس ارض حرم کی زیارت۔ ان گلیوں اور کوچوں کی خس وخاشاک (جہاں خدا کا مسیح اور اس کا پیارا چلتا پھرتا تھا) کو آنکھوں سے لگانا کجا دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوتا۔ سچ ہے۔

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل

گھر کو بدلنے والے علماء

ایک اور بات پیغام نے یہ لکھی ہے۔ کہ

" قادیان کے متعلق لکھتے ہوئے آپ ارقام فرماتے ہیں پھر اس کے بعد الہام کیا گیا۔ کہ ان علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادتگاہ میں ان کے چولھے ہیں۔ میری پرستش کی جگہ میں ان کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہیں۔ اور چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں"

(ازالہ اوہام صـ۳۳ طبع سوم حاشیہ)

یہ عبارت نقل کرنے کے بعد پیغام نے ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ اس الہام الٰہی سے خاندان مسیح موعود مراد ہے۔ بریں عقل و دانش بیاید گریست۔ کس قدر دیدہ دلیری اور بے جا جرأت ہے۔ کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی جو تفسیر فرمائی ہے۔ اسے بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ حضور علیہ السلام تو فرماتے ہیں۔ "عبادتگاہ سے مراد اس الہام میں زمانہ حال کے اکثر مولویوں کے دل ہیں۔ جو دنیا سے بھرے ہوئے ہیں"

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود ظاہر فرما دیا۔ کہ اس الہام میں آج کل کے مخالف علماء کا ذکر ہے۔ نہ کہ احمدی علماء کا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تفسیر کے بعد اپنا ایک کشف بیان فرما کر یوں پیشگوئی کی ہے۔ "اس لفظ کو کشفی طور پر پیش کر کے یہ اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ یہ قادر مطلق کا کام ہے۔ اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے عجائبات قدرت اسی طرح پر ہمیشہ ظہور فرما ہوتے ہیں۔ کہ وہ غریبوں اور حقیروں کو عزت بخشتا ہے۔ اور بڑے بڑے معززوں اور بلند مرتبہ لوگوں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ بڑے بڑے علماء اور فضلاء اس کے آستانہ فیض سے بکلی بے نصیب اور محروم رہ جاتے ہیں۔ اور ایک ذلیل حقیر امی جاہل نالائق منتخب ہو کر مقبولین کی جماعت میں داخل کر لیا جاتا ہے۔ ہمیشہ سے اس کی کچھ ایسی ہی عادت ہے۔ اور قدیم سے وہ ایسا ہی کرتا چلا آیا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء" ازالہ اوہام طبع سوئم صـ۳۲ و ۳۳

پس اے غیر مبایعین آپ لوگ ایک طرف اس قاعدہ کلیہ اور سنت قدیمہ الٰہیہ کو رکھیں اور دوسری طرف وہ عزت جو آپ لوگوں کو خلافت اولیٰ کے زمانہ میں حاصل تھی۔ اسے یاد رکھیں۔ پھر ان دعاوی کو ساتھ رکھیں۔ جو یہاں سے جاتے وقت آپ میں کے بظاہر بڑے بڑے لوگوں کی زبانوں اور قلموں سے نکلے تھے۔ کہ سیدنا محمود کو بچہ کہا۔ قادیان کا خزانہ خالی کر کے گئے۔ اور کہا۔ کہ کچھ دنوں بعد یہاں الو بولینگے۔ اور کچھ نہیں رہے گا۔ وغیرہ۔ ذالک اکاذیب باطلہ پھر ان سب باتوں کے بعد آپ نتیجہ نکالیں۔ کہ خدا کی قدرت نے کیا دکھایا۔ وہی جو دکھایا کرتا ہے۔

ایک اور طرح سے بھی اس الہام کے مصداق کا تصفیہ ہو سکتا ہے۔ غیر مبایعین کہتے ہیں۔ علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا سے مراد مبایعین کی جماعت ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ اس سے مراد ہم نہیں۔ بلکہ غیر مبایعین کا گروہ ہے۔ اب تصفیہ کی یہی راہ ہے۔ کہ دونوں فریق کے معتقدات اور تحریرات کو دیکھ لیا جائے۔ کہ کون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر قائم ہے۔ اور کس نے آپ کی تصریحات کے خلاف عقیدہ گھڑا ہے۔ سب دنیا جانتی ہے۔ اور ہمارے مخالفوں نے بھی تصریح کی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کو دیکھا جائے تو مبایعین کا گروہ آپ کی تعلیم پر قائم ہے۔ حضرت مسیح ناصری کی بن باپ پیدائش کا عقیدہ کس نے بدلا۔ اور کس نے ان کا باپ قرار دیا۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود نے صاف الفاظ میں لکھ دیا ہے۔ (خلق عیسیٰ من غیر اب بالقدرۃ المجردۃ) کہ خدا تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے محض قدرۃ مجردۃ سے پیدا کیا۔ پھر مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات در بارہ نبوت۔ کفر و اسلام وغیرہ ذالک۔ اس تبدیلی عقیدہ کی شاہد ناطق ہیں۔ پس علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا کے مصداق غیر مبایعین ہی ہیں۔ لاغیر۔ (غلام احمد مجاہد مولوی فاضل قادیان)

مسلمان اور تلوار

باوجود سرکار کی طرف سے تلوار رکھنے کی بعض اضلاع میں عام اجازت ہونے کے مسلمان ابھی تک تلوار نہیں رکھتے۔ اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ عام مسلمانوں بلکہ بعض احمدیوں کو بھی اس قانون کا علم نہیں۔ کہ جن اضلاع میں سرکار کی طرف سے تلوار رکھنے کی اجازت ہے۔ ان میں مسلمان کھلے طور پر تلوار رکھ سکتے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ دوسرے تمسخر کرتے ہیں۔ کہ اکالیوں کی طرح کیا تلوار لٹکائے پھرتے ہیں۔ بعض یہ بھی جواب دیتے ہیں۔ کہ ہمیں کونسا ڈر ہے۔ کہ ہم تلوار رکھیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ مسلم اخبارات نے مسلمانوں کو پوری طرح تلوار رکھنے کی طرف توجہ نہیں دلائی۔ اور مسلمانوں کو ہتھیار سے محبت نہیں رہی۔ حالانکہ ہتھیار ایک ایسی چیز ہے۔ جس سے انسان بہادر بن سکتا اور بہادری دکھا سکتا ہے۔

میری خواہش ہے۔ کہ بزرگان جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کریں۔ کہ جن اضلاع میں تلوار کی اجازت ہے۔ ان اضلاع میں حضور جماعت احمدیہ کا نشان تلوار قرار دیں۔ اس سے ایک تو وہ لوگ جو تلوار رکھنے والوں پر تمسخر کرتے ہیں۔ باز آجائینگے۔ اور دوسرے جماعت کو ہتھیار رکھنے کی عادت اور محبت ہو جائیگی۔ مفصلہ ذیل اضلاع میں تلوار کی عام اجازت ہے گورداسپور۔ سیالکوٹ۔ گجرانوالہ۔ گجرات۔ جہلم۔ اٹک۔ ڈیرہ غازیخاں۔ میانوالی۔ مظفر نگر۔ جھنگ۔ گوجرانوالہ۔ رہتک۔ حصار۔ انبالہ۔ شملہ۔ جالندھر۔ کانگڑہ۔ لدھیانہ۔

(خاکسار سلیم اللہ خان آف دھرم کوٹ بگہ)

طبّی دُنیا

حاملہ کی صحت

جدید تحقیقات سے معلوم ہُوا ہے۔ کہ حاملہ عورت کے خُون میں خاص قسم کے تریاق پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو نہ صرف حمل کے ایام میں حاملہ کی صحت کو برقرار رکھنے میں ممد ہوتے ہیں۔ بلکہ وضع اور پرسُوت کے نازک ایام میں بھی جراثیم کے حملہ سے اسے محفوظ رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ یوُں بھی حمل کا اثر عورت کی صحت پر اچھا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی صحت نزاکت اور حُسن دیر تک قائم رہتا ہے۔ حمل کے ایام میں جسم پر چربی کی تہ موٹی کر دی جاتی ہے۔ جس کی اول اور حقیقی غرض تو حاملہ کو سردی سے بچانا اور جنین کی بڑھی ہُوئی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ یہ چربی کا غلاف اس کے حسن کو بھی دو بالا کر دیتا ہے۔ چنانچہ آج سے دو تین صدیاں قبل جب برتھ کنٹرول کی لعنت سے دنیا محفوظ تھی۔ حاملہ عورت کو سب سے زیادہ حسین خیال کیا جاتا تھا۔ اس زمانہ کی آرٹ گیلریوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اعلیٰ پایہ کے آرٹسٹ اپنے فن کا کمال دکھانے کے لئے حاملہ عورت کی تصویر کو ترجیح دیا کرتے تھے۔

افسوس آج کل حمل کو چھٹی خیال کیا جا رہا ہے۔ اور برتھ کنٹرول کی آڑ میں اس مقدس فرض کی سرانجام دہی سے بچنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر عورتوں کو حمل کے مفید اثرات بشرطیکہ وہ ایک موزون وقفہ کے بعد قرار پائے۔ کیونکہ تھوڑے وقفہ کے بعد حمل کا ہونا بیشک عورت کی صحت کو خراب کر دیتا ہے۔ اور برتھ کنٹرول کے جسمانی۔ تمدنی اور سیاسی نقصانات کا علم ہو۔ تو وُہ اس عمل کو ایک لعنت جانکر اس کی مخالفت پر آمادہ ہو جائیں۔ اللہ تعالےٰ مشرق کو اس تباہکن آگ سے جو مغرب میں آزادیٔ نسواں کی شکل میں مشتعل ہوئی ہے۔ محفوظ رکھے۔

مُوذی اشیاء بھی مفید ہیں

اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے خلق لکم ما فی الارض جمیعا یعنی جو کچھ بھی زمین میں ہے۔ وُہ سب انسان کے فائدے کے لئے ہے۔ یہاں تک کہ تم جن کو بظاہر بے فائدہ اور موذی خیال کرتے ہو ان کی پیدائش کی غرض بھی نیک ہے۔ اور ان کے اندر بھی فوائد ہیں۔ بطورِ ثبوت ناظرینِ "الفضل" کی ضیافتِ طبع کے لئے بعض مضر اشیاء کے فوائد عرض کئے جاتے ہیں:-

(۱) سنکھیا اور افیم کو زہر اور مضر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اگر سینکڑوں انہیں غلطی سے کھا کر مرتے ہیں۔ تو لاکھوں ہر سال ان کے مناسب استعمال سے شفا بھی پاتے ہیں:-

(۲) سانپ کے زہر سے پلیگ اور مرگی کے بعض مریضوں کو شفا ہوتی ہے۔

(۳) بجلی جو انسان کو ہلاک کرتی ہے۔ اسی کے طفیل آج سے لاکھوں سال قبل کرۂ ہوا کی غلاظت اور بُو دُور ہو کر یہ زمین حضرتِ انسان کی رہائش کے قابل ہُوئی تھی۔ اب بھی بجلی کے ذریعہ کئی زہریلی گیسوں اور مضر جراثیم اور کیمیاوی زہروں کو جلا کر فضاء کو صاف کیا جاتا ہے۔

(۴) زلزلہ جان و مال کا نقصان کرتا ہے۔ مگر اس میں بھی فوائد ہیں۔ دنیا کے قیام کی صورت پیدا کرنے کے لئے زلزلوں کا آنا ضروری ہے اس سے زمین کے ذرات میں زبردست حرکت دے کر نیچے کی تہ اوپر کی جاتی ہے۔ تا جب سطحی خزانے انسان کی ضروریاتِ زندگی کے ختم ہونے کو ہوں۔ تو نیچے سے مدفون خزانہ اُوپر آ جائے۔

(۵) پیشاب پلید اور نجس ہے۔ مگر یہ بھی مفید ہے۔ زخم اس کے ذریعے جلد مندمل ہوتا ہے۔ بچوں کے ختنہ کا زخم بہ نسبت بڑوں کے جلد بھر جاتا ہے۔ کیونکہ بچوں کا زخم پیشاب سے کئی دفعہ آلودہ ہو جاتا ہے۔ اور پیشاب میں زخم کو جلد مندمل کرنے کی خاصیت ہے۔

(۶) جراثیم کو انسان کا دشمن تصور کیا جاتا ہے۔ مگر ہزاروں جراثیم ہیں جو ہمارے لئے مفید کام کر رہے ہیں۔ اور ہمیں امراض کے حملوں سے بچا رہے ہیں۔ ان کی تفصیل کی اس مضمون میں گنجائش نہیں۔ مثال کے طور پر صرف ایک کا ذکر کرتا ہوں:-

آج کل علاج کی ایک نئی شاخ سُرعت سے ترقی کر رہی ہے۔ جس کا نام ہے۔ پروٹین تھیراپی۔ اس میں مردہ جراثیم جسم میں داخل کر کے علاج کیا جاتا ہے۔ عورتوں میں پرسُوت کے بخار کے لئے دُودھ کا ٹیکہ بہت مفید ثابت ہُوا ہے۔ کچا دُودھ دھُوپ میں ۱۰۔ بارہ گھنٹے رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر اُسے اُبال کر جلد کے اندر پچکاری سے داخل کر دیا جاتا ہے۔ اس کا فائدہ بھی درحقیقت ان مردہ جراثیم کی وجہ سے ہی ہے۔ جو کچے دودھ میں بہت جلد نشو و نما پا جاتے ہیں۔

تپ دق کو سب سے زیادہ مُہلک مرض سمجھا جاتا ہے۔ مگر تپ دق کے جرمز سے بھی بہت مفید کام لیا جا رہا ہے۔ ذکی اور فہیم لوگوں کی بلند خیالی فہم اور ذکا کا باعث بھی یہ تپ دق کا کیڑا (جرم) ہی ہے (ایک طبقہ حکماء کا یہ خیال ہے۔ کہ تمام ذکی لوگوں کا مزاج خنازیری ہوتا ہے) عورتوں میں وضع حمل کے بعد پرسُوت کا جو بخار ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج بھی تپ دق کی ڈکسین (ٹیوبرکیولین) سے کیا گیا ہے۔ جنون کے بعض مریضوں کو بھی اسی جرم کے ٹیکہ سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بچوں میں دمہ (ضیق النفس) کے مریض بھی ٹیوبرکیولین سے صحت یاب ہوئے ہیں۔

اگر انسان غور و فکر سے کام لے۔ تو بے شک ہر شے میں خدا کی حمد ہی نظر آتی ہے۔ الحمد للہ الذی خلق السموٰت والارض وجعل الظلمٰت والنور ...... الخ (انعام) مگر نادان لوگ بے سمجھی سے خدا کی صفت رحیمیت پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس نے موذی اشیاء کو کیوں بنایا۔ اسی واسطے اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں بار بار کائنات عالم میں تدبر اور غور کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور اشیاء کے فوائد معلوم کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ مگر فائدہ وہی اُٹھا سکتا ہے۔ جو اس کا اہل اپنے آپ کو ثابت کرے۔

خاکسار محمد شاہنواز از کاکا مری ترتھ

ترجمہ بلا متن دینی مصالح کے سراسر خلاف ہے

"پیغام صلح" ۷ / اکتوبر نمبر و اشتہارات میں ایک اشتہار درج ہوا ہے جس میں لکھا ہے:-

"ترجمۃ القرآن انگریزی کا تازہ، و سستا ایڈیشن عربی متن کے بغیر مرتبہ حضرت مولانا محمدؐ علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ بی"

اس عنوان میں "سستا ایڈیشن" کا لفظ اہل پیغام کی نیت کا عریاں پہلو ہے۔ یعنی وہ اس جدت طرازی کے ذریعہ لوگوں کو "سستا ایڈیشن" دیکر جمع زر کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں۔ کہ وُہ کیوں ایسا کرتے ہیں۔ اور کیوں ہر کام کی ابتداء و انتہاء میں انہیں یہی "مطلوب" مدنظر رہتا ہے۔ کیونکہ ع نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی۔ لیکن ہم جو عرض کرنا چاہتے ہیں۔ وُہ "عربی متن کے بغیر" ترجمۃ القرآن کی اشاعت کا سوال ہے۔ یہ ایک مسلمہ صداقت ہے۔ کہ یہ طرزِ اشاعت بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہو چکی ہے۔ اور اہل پیغام علی الاعلان اس طریق کی مخالفت کر چکے ہیں۔ پھر نا معلوم کس مجبوری کے ماتحت انہوں نے ایسا کیا۔ کیا مولانا یا ان کے رفقاء اس باب میں کوئی رہنمائی کر سکتے ہیں۔ ہم اپنی تائید میں "پیغام" کا ہی حوالہ پیش کرتے ہیں۔ لکھا ہے:-

"قرآن شریف کا ترجمہ بلا متن۔ اس مسئلے پر بہت کچھ بحثیں ہو چکی ہیں ترجمہ بلا متن ہونا چاہیئے۔ کہ نہیں۔ فیروزپور کی فیض بخش ایجنسی نے ایک ایسا ترجمہ شائع بھی کیا۔ جو چنداں مقبول نہیں ہُوا۔ اب پھر انڈین پریس الہ آباد نے ایسا ہی ارادہ ظاہر کیا ہے (اور دار الکتب احمدیہ بلڈنگس نے شائع بھی کر دیا۔ ناقل) چونکہ یہ تجویز ہمارے دینی مصالح کے سراسر خلاف ہے۔ اس واسطے مُسلم پبلک کبھی اسے بنظر وقعت نہیں دیکھ سکتی۔ اس پر آریہ معاصرین کا بگڑنا اور بدگمانی کا طعن کرنا فضول ہے۔ تحریف اناجیل کی زندہ نظیر موجود ہے اس لئے ہم از سرِ نو زیادہ دلائل کی ضرورت نہیں سمجھتے" (پیغام ۲۹ جولائی ۱۳ء)

اب سوال یہ ہے۔ جو تجویز ۱۳ء میں بالاتفاق "دینی مصالح کے سراسر خلاف" تھی۔ وُہ آج سولہ سال بعد کیونکر جائز اور ضروری قرار پا گئی۔ اور پھر جبکہ ترجمہ بلا متن تحریف اناجیل کی طرح قرآن مجید کی تحریف کے لئے خفیہ اور ناپاک کوشش ہے۔ تو اسے عمداً اہل پیغام اور ان کے امیر نے کیوں اختیار کیا۔ کیا اب بھی مسلم پبلک کا حق نہیں۔ کہ پیغامیوں کے اس فعل کو "بنظر وقعت" نہ دیکھے۔ ہمیں یقین ہے کہ پیغامی اصحاب اس کارروائی پر پردہ پوشی کے لئے کوئی حیلہ اختیار نہیں کر سکتے۔ اور ان کی یہ "حکمت عملی" جو "دینی مصالح کے سراسر خلاف ہے" بالکل واضح ہو گئی ہے۔ اب ان کی دیانت داری کا تقاضا ہے۔ کہ وُہ اس ترجمہ بلا متن کی اشاعت خود روک دیں۔ ورنہ وُہ تحریف قرآن پاک کے مرتکب ہونگے۔ جیسا کہ وُہ اسے تسلیم کر چکے ہیں۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔ اور جیسا کہ واقعات بتلاتے ہیں۔ وُہ ایسا نہ کریں گے۔ تو دُنیا پر کھُل جائے گا۔ کہ یہ لوگ جو مذہب کے سب سے بڑے اجارہ دار بنے پھرتے ہیں "دیگراں را نصیحت و خود را فضیحت" پر کس سختی سے عامل ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت بخشے۔ آمین

خاکسار اللہ دتا جالندھری۔ قادیان

اہم ملکی واقعات

وائسرائے ہند کا اعلان اور ہندوستانی لیڈر

۲ / نومبر کو نئی دہلی میں وائسرائے ہند کے تازہ اعلان کے متعلق غور کرنے کے لئے چیدہ چیدہ ہندوستانی لیڈروں کا اجلاس منعقد ہوا۔ گاندھی جی۔ پنڈت موتی لال نہرو۔ پنڈت مالویہ۔ پنڈت جواہر لال نہرو۔ ڈاکٹر انصاری۔ ڈاکٹر مونجے۔ مسز سروجنی نائیڈو۔ مسز اینی بیسنٹ وغیرہ لیڈر اس میں شامل ہوئے۔ ہندوستان کے آئندہ نظام کے متعلق برطانیہ کی خواہش پر بالاتفاق اظہار استحسان اور مجوزہ کانفرنس کے ساتھ تعاون اور اشتراک عمل کا وعدہ کیا گیا۔ اور اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے ضروری قرار دیا گیا کہ حکومت زیادہ پر امن فضا پیدا کرنے کے لئے عام مصالحت کی پالیسی پر پوری طرح عمل کرے۔ سیاسی قیدیوں کو عام معافی دیدی جائے۔ اور ترقی پسند سیاسی جماعتوں کی نمائندگی مؤثر بنانے کی کوشش کی جائے۔ اور اس حیثیت سے انڈین نیشنل کانگریس کو سب سے زیادہ نمائندگی دی جائے۔ ان رہنماؤں نے کہا۔ کہ ہمارے خیال میں مجوزہ کانفرنس میں بیٹھے نہیں ہوگا۔ کہ درجہ مستعمرات کب دیا جائے۔ بلکہ اس میں درجہ مستعمرات کا نظام مرتب کیا جائیگا۔ فیصلہ ہوا کہ جمہور کو محسوس کرایا جائے۔ کہ آج سے نیا دور شروع ہو گیا ہے۔ آخر میں کانفرنس کو جلد از جلد منعقد کرنے کا مشورہ دیا گیا۔

وائسرائے ہند کے اعلان کا اثر برطانیہ میں

وائسرائے ہند کے اعلان کے متعلق لارڈ برکن ہیڈ سابق وزیر ہند نے ولایتی اخبارات میں لکھا ہے۔ کہ یہ کام سائمن کمیشن کے سپرد کیا گیا تھا۔ کہ وہ سفارش کرے۔ آیا ہندوستان کو خود مختاری حکومت دیدی جائے۔ یا جو اختیارات دیئے جا چکے ہیں۔ ان میں بھی تخفیف کر دی جائے اور کمیشن کی رائے معلوم کئے بغیر ایسا اعلان حکومت کی ناتجربہ کاری پر دال ہے۔ کمیشن کو اس اعلان کے الفاظ سے تو نہیں۔ لیکن اس کی نوعیت سے آگاہ کیا گیا تھا۔ اور کمیشن نے اسے اپنے اختیارات و اقتدار میں بے جا مداخلت یقین کرتے ہوئے اس سے شدید اختلاف کا اظہار کیا تھا۔ لارڈ برکن ہیڈ اس اعلان کو غیر ضروری بھی یقین کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔ درجہ مستعمرات دینے کا شاہی اعلان تو ۱۹۱۷ء میں ہی ہو گیا تھا۔ اگر وائسرائے کے اعلان کا بھی یہی مطلب ہے۔ تو یہ اعلان غیر ضروری اور فضول ہے۔ اور اگر اس میں اس سے کچھ اضافہ ہو گیا ہے۔ تو یہ خطرانگیز کارروائی ہے۔ اس لئے اسے فی الفور منسوخ کیا جانا چاہئے۔

اس سلسلہ میں جو یہ خبر مشہور ہو رہی تھی۔ کہ سر جان سائمن نے کمیشن سے استعفیٰ دیدیا ہے۔ بے بنیاد ثابت ہوئی ہے۔

دارالعوام میں مسٹر لائیڈ جارج نے دریافت کیا۔ کہ آیا وائسرائے ہند کے اعلان کا وہ حصہ جس میں ہندوستان کے آئینی درجہ کا ذکر ہے سائمن کمیشن یا حکومت ہند کے مشورہ سے کیا گیا ہے۔ اور کیا اس سے سابقہ حکومتوں کی اعلان کردہ حکمت عملی میں کسی قسم کا رد و بدل مقصود ہے۔ جواباً مسٹر ویجووڈ بین وزیر ہند نے کہا۔ نہ تو اس کے متعلق سائمن کمیشن سے مشورہ کیا گیا۔ اور نہ ہی اس نے اظہار رضامندی کیا۔ برطانیہ کی حکمت عملی وہی ہے۔ جو ۱۹۱۷ء کے اعلان میں بیان کی گئی ہے اس پر مسٹر لائیڈ جارج نے دوبارہ سوال کیا کہ کیا اس سے میں یہ نتیجہ نکالوں کہ سابق وزارتوں کی حکمت عملی میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔ جس پر وزیر ہند نے جواب دیا۔ میں قبل ازیں اس کا تسلی بخش جواب دے چکا ہوں۔ مسٹر لائیڈ جارج نے وزیر ہند کی توجہ ہندوستانی لیڈروں کی ایک قرارداد کی طرف مبذول کرائی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے خیال میں حکومت کے نظام میں ایک اہم تغیر ہو گیا ہے۔ اور مجوزہ کانفرنس اس غرض کے لئے منعقد کی جا رہی ہے۔ کہ ہندوستان میں درجہ مستعمرات کی حکومت قائم کرنے کے لئے پارلیمنٹ میں پیش کرنے کی غرض سے ایک مسودہ قانون مرتب کیا جائے۔ وزیر ہند نے کہا۔ چونکہ میں آج صبح کوئی اخبار نہیں دیکھ سکا۔ اس لئے اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ اس کے بعد مختلف ممبروں کی طرف سے وزیر ہند پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی گئی۔

لارڈ ریڈنگ سابق وائسرائے ہند نے دارالامراء (ہاؤس آف لارڈز) میں حسب ذیل سوالات دریافت کرنے کا نوٹس دیا۔ (۱) کمیشن کی رپورٹ اور اس کے مشورہ سے قبل اس قسم کا غیر معمولی اعلان کیوں کیا گیا۔ (۲) ۱۹۱۷ء کے اعلان میں جو شرائط اور تحفظات بیان کئے گئے ہیں۔ کیا وہ درجہ مستعمرات میں بھی نافذ رہینگے۔ (۳) کیا اس اعلان کا مطلب یہ ہے کہ پالیسی تبدیل ہو گئی ہے۔ اور یا وقت مقرر کر لیا گیا ہے۔ جس میں درجہ مستعمرات مکمل ہو جائیگا۔

جیل کمیٹی کی سفارشات

پچھلے دنوں پنجاب کے جیلوں کا معائنہ کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے ایک جیل کمیٹی کا تقرر عمل میں آیا تھا۔ اب اس نے رپورٹ مکمل کر لی ہے معلوم ہوا ہے۔ کمیٹی نے سفارش کی ہے۔ کہ ہر وہ ملزم جو کسی سیاسی یا ازالہ حیثیت عرفی یا اس نوعیت کے دوسرے ایسے جرم میں ماخوذ ہو۔ جو تشدد کا پہلو اپنے اندر نہیں رکھتا۔ اسے درجہ خاص کا قیدی شمار کیا جائے۔ اور اُسے حکومت کی طرف سے ۱۲ / یومیہ ملا کریں۔ اسے اجازت ہو۔ کہ اس سے اپنے لئے باہر سے کھانا منگوا سکے۔ اسے ایک کرسی ایک الماری۔ میز اور چارپائی ملا کرے۔ رات کے دس بجے تک اس کے کمرہ میں روشنی ہوا کرے۔ اور سپرنٹنڈنٹ جیل کی اجازت سے فرنیچر تبدیل کرنے کا حق بھی اُسے ہونا چاہیئے۔ اسے جیل لائبریری کے علاوہ باہر کی لائبریریوں کا ممبر بننے اور کتب و اخبارات خریدنے کی اجازت ہو۔ اور ایک انگریزی اور ایک دیسی ورنیکلر اخبار سرکار کی طرف سے ملنا چاہیئے۔ حکومت جن کتابوں یا اخبارات کو چاہے جیل کے لئے ممنوع قرار دے سکتی ہے۔ ایسے قیدی کو اپنے کپڑے پہننے کی اجازت ہو۔ ہاں اگر وہ سرکاری کپڑے پہننا چاہے۔ تو اُسے عام قیدیوں سے بہتر کپڑے مہیا کئے جائیں۔ دو ہفتہ میں ایک بار وُہ رشتہ داروں سے مل سکے۔ اور ہفتہ میں ایک خط بھی لکھ سکے۔ تشدد آمیز سیاسی مجرموں اور عام قیدیوں کو بھی ان کی تعلیم۔ حیثیت۔ معیار زندگی۔ اور چال چلن کے اعتبار سے درجہ اول میں رکھا جائے۔ اُنہیں ۸ / یومیہ برائے خوراک دئے جائیں۔ فرنیچر۔ روشنی۔ اخبار اور کتابوں وغیرہ کے متعلق وُہی قوانین ہوں۔ جو درجہ خاص کے قیدیوں کے لئے ہیں۔ کپڑے بھی انہیں عام قیدیوں سے اچھے ملا کریں۔ انہیں اپنے رشتہ داروں سے مہینہ میں ایک دفعہ ملاقات کرنے اور دو ہفتوں میں ایک خط لکھنے کی اجازت ہو درجہ خاص اور زیر سماعت قیدیوں کو گرمیوں کے پانچ ماہ کھلی ہوا میں سونے کی اجازت ہوا کرے۔ تمام قیدیوں کو گرم پانی۔ سن لائٹ صابن اور بالوں کے لئے تیل ملا کرے۔ تمام قیدیوں کو کھانے کے لئے تیل کی جگہ گھی دیا جایا کرے۔ مگر اس کے متعلق مالی گنجائش کا خیال رکھ لیا جائے ماڈھوپور میں درجہ خاص کے سیاسی قیدیوں کے لئے خاص جیل بنایا جائے بغیر اشد ضرورت کے کسی زیر سماعت قیدی کو زنجیر یا ہتھکڑی نہ لگائی جائے درجہ خاص کے قیدی کو انٹر کلاس میں سفر کرایا جائے۔ جیل کمیٹی کے دو تہائی ارکان نے سفارش کی ہے۔ کہ ان تمام سیاسی قیدیوں کو جو ۱۹۱۴ء و ۱۹۱۵ء کے مقدمہ سازش لاہور میں قید ہوئے تھے۔ اور وُہ جو مارشل لاء میں قید ہوئے تھے۔ نیز تمام اکالی قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔

ڈاکٹر راس مسعود اور علیگڑھ یونیورسٹی

ڈاکٹر راس مسعود صاحب (سر سید کے پوتے) نے علیگڑھ یونیورسٹی کے عہدہ وائس چانسلری کا چارج لینے کے بعد ایک تقریر کی۔ جس میں کہا۔ جو لوگ نوجوانوں کو آئندہ توقعات کے خوابوں سے روکتے ہیں۔ وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ یہ خواب دراصل میدان ترقی میں بہت اہم درجہ رکھتے ہیں۔ جو قوم ترقی کے خواب نہیں دیکھتی۔ وہ زندہ نہیں۔ بلکہ مردہ ہے۔ موجودہ حالات و واقعات کے باوجود میں مسلم قوم کو مردہ یقین کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ یہ زمانہ جد و جہد اور مقابلہ کا ہے۔ اور اس میں وہی قوم زندہ رہ سکیگی۔ جو متحدہ طاقت اور سعی سے اپنی ہستی برقرار رکھنے کی کوشش کریگی۔ یونیورسٹی کو اپنی چار دیواری کے اندر تمام مناقشات اور اختلافات کو مٹا کر اتحاد و اتفاق کی مثال ملک کے سامنے پیش کرنی چاہیئے۔ یونیورسٹی کی حیثیت ایک مشفقہ ماں کی ہونی چاہیئے۔ جو اپنے پاس آنیوالے طلباء یا ملازمین سے بلا تمیز مذہب و ملت یکساں سلوک کرے۔ اور اگر ہم یونیورسٹی کو ایسا نہ بنا سکیں۔ تو ہولناک انجام کی ذمہ واری ہم پر ہوگی۔

ہمیں اپنے آپ کو ایک مہذب ترین۔ اور اعلیٰ ترین اور بلند ترین متحدہ فوج بنانا چاہیئے۔ جس سے ملک کی وہ تمام خرابیاں دور ہو جائیں جن سے ہمارا ملک مہذب ممالک میں شمار نہیں ہو سکتا۔ میری زبردست خواہش ہے۔ کہ اس یونیورسٹی کے طلباء دنیا کے بہترین انسان ہوں۔ اور زندگی کے ہر شعبہ میں بہترین انسان سمجھے جائیں۔

باموقعہ اراضی قابل فروخت موجود ہے

اس وقت قادیان کی نئی آبادی کے محلہ دارالبرکات میں ریلوے روڈ کے اوپر اور نیز اندرون محلہ عمدہ عمدہ موقعہ کے قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ بڑی سڑک یعنی آئندہ نقشہ کے لحاظ سے بازار والے قطعات کی قیمت ۳۰ فی مرلہ اور پچھلے قطعات کی ۲۵ اور ۲۰ فی مرلہ مقرر ہے۔ یہ محلہ سٹیشن اور منڈی کے بالکل سامنے ہے۔ اور موجودہ قطعات سٹیشن سے صرف تین چار منٹ کی مسافت پر واقعہ ہیں۔ سڑک پر ایک کنال (پہلے دو کنال کی شرط تھی۔ اب ایک کنال کی شرط کر دی گئی ہے) سے کم اور اندرون محلہ دس مرلہ سے کم کا رقبہ فروخت نہیں کیا جاتا۔ خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت کریں ؛

اس کے علاوہ ایک قطعہ کم و بیش دو کنال کا پرانے بازار کے منہ پر قادیان کی پرانی آبادی کے غربی جانب قابل فروخت موجود ہے۔ اس کا نرخ بذریعہ خط و کتابت معلوم کریں ؛

خاکسار:- میرزا بشیر احمد (ایم۔ اے) قادیان

محفظ اٹھرا گولیاں
(رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ انکو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کیلئے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے (عہ)

شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً نو تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائیگا ؛

ملنے کا پتہ

عبدالرحمٰن کاغانی منیجر دواخانہ رحمانی قادیان

پڑھنے کے قابل کتابیں

۱۔ بخار دل۔ جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن کی پر معارف۔ کیف انگیز۔ درد بھری۔ پر درد۔ اثر خیز اور بے نظیر نظموں کا دلفریب مجموعہ ہے۔ اس سے بہتر اور اعلیٰ نظمیں آپ کو کسی دوسری کتاب میں نہیں ملیں گی۔ قیمت ۴ر

۲۔ پھولوں کی ڈالی۔ چھوٹے بچوں کے لئے آسان اور دلچسپ اخلاقی نظموں کا نہایت خوبصورت مجموعہ۔ قیمت فی جلد ۴ر

۳۔ جنت کے پھول۔ چند مزید اسلامی تبلیغی نظمیں قیمت ۲ر

۴۔ اسلامی کہانیاں۔ بچوں کے لئے آسان عبارت میں چھوٹی چھوٹی اسلامی کہانیاں۔ نہایت دلچسپ اور مفید کتاب ہے۔ قیمت ۸ر

۵۔ کلیات حالی۔ مولانا حالی کی تمام چھوٹی بڑی ہر قسم کی نظموں کا مجموعہ۔ جلد اوّل عہ جلد دوم عہ۔

۶۔ علمی ڈائرکٹری۔ تمام ہندوستان کے اردو اخبارات اہل علم اصحاب تعلیمیافتہ مستورات اور انجمنوں کے مفصل پتہ اس میں درج ہیں۔ نہایت کار آمد اور مفید کتاب ہے۔ قیمت عہ ر

ملنے کا پتہ

شیخ محمد اسمٰعیل احمدی پانی پت

پھر موقعہ نہیں ملیگا!

صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی کے متصل ایک کنال زمین ہے۔ نہایت صحت افزا مقام۔ ریلوے سٹیشن کے قریب ہے۔ ضرورت مند خط و کتابت سے قیمت طے کر لیں ؛

چوہدری الٰہ بخش منیجر ہند سٹیم پریس امرتسر

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بتایا ہوا ہے۔ یہ امراض شکم۔ خاصکر قبض کے لئے نہایت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ آپ کے والد صاحب مرحوم نے اس نسخہ کو ستر برس کی عمر تک استعمال کیا۔ اور قبض و پیٹ کی صفائی کے لئے بہت مفید پایا۔ اس لئے یہ گولیاں احباب کے پاس ضرور ہونی چاہئیں۔ تاکہ بوقت ضرورت کام آ سکیں

ترکیب استعمال۔ صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت نیم گرم پانی یا دودھ کے ہمراہ استعمال فرمائیں ؛

قیمت ساٹھ گولی معہ محصولڈاک ایک روپیہ (عہ)

عزیز ہوٹل۔ قادیان ضلع گورداسپور

روح زندگی

آج کل اخباری دوائیں اس قدر مشتبہ نظروں سے دیکھی جاتی ہیں کہ اگر کوئی واقعی اکسیر بھی ہو تو لوگ اسے جھوٹا ہی سمجھتے ہیں۔ مگر پبلک تک آواز پہونچانے کا کوئی اور ذریعہ سوائے اشتہار کے ہے ہی نہیں آپ سے صرف اسقدر گذارش ہے۔ کہ جہاں آپنے بہت سی ادویات کا استعمال کیا ہے۔ ایک مرتبہ یہ بھی سہی۔ امید ہے۔ کہ آپ فیصلہ کر سکینگے۔ کہ تمام ادویات اشتہاری بیکار ہی نہیں ہوتیں اس لئے طاقت کو بڑھانے کے واسطے۔ دماغ کو تروتازہ رکھنے کیلئے جسمانی کمزوری کو دور کرنیکے لئے۔ دل کو ہمیشہ خوش رکھنے کے لئے غرض یہ کہ اتنے فائدے ہیں۔ جن کو آپ اس تھوڑے مضمون اشتہار کے سمجھ گئے ہونگے۔ اس لئے **روح زندگی** ضرور استعمال کریں۔ نہایت زود اثر دوائی ہے۔

کمزوری۔ کی کیسی ہی شکایت ہو۔ انشاء اللہ بارہ خوراک میں بالکل رفع ہو جائیگی۔ آزمائش شرط ہے۔ قیمت فی شیشی مع خرچ ڈاک وغیرہ عہ

مینیجر دواخانہ روحانی عملیاتی پلز رجسٹرڈ۔ انارکلی لاہور

نوٹ:۔ اس کے علاوہ ہر مرض کا علاج کیا جاتا ہے۔ جواب کے واسطے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

اعلان ضروری

ایک اعلان ضروری میری طرف سے اخبار الفضل قادیان نمبر ۳۰، ۸۳ مورخہ ۴ فروری ۱۹۲۶ء میں شائع ہوا تھا جس میں یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ ملک محمد حسین صاحب بیرسٹر اور انکے بھائیوں کے درمیان جو تنازعہ تھا۔ وہ باہمی مصالحت سے تصفیہ پا چکا ہے۔ اور اس تصفیہ کی رو سے مکان واقعہ محلہ دارالرحمت قادیان ملک احمد حسین صاحب اور ملک فضل حق کا قرار پایا ہے۔ اور جو روپیہ ملک محمد حسین صاحب کا اس مکان یا اس کی اراضی پر خرچ ہوا تھا۔ وہ انکے بھائیوں کے ذمہ بصورت قرضہ سمجھا جانا قرار پایا ہے۔ اس اعلان کے بعد ملک محمد حسین صاحب نے وہ قرضہ جو مکان مذکورہ کی بابت ملک فضل حق کے ذمے قرار پایا تھا۔ اپنی والدہ کے کہنے سے ملک فضل حق کو معاف کر دیا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ملک محمد حسین صاحب کی تحریر مورخہ ۲/۲۹ اپنے والد صاحب کے نام آچکی ہے۔ لہذا بذریعہ اعلان ہذا یہ مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اب ملک فضل حق کے ذمے ملک محمد حسین صاحب کا اس مکان وغیرہ کے حساب میں کوئی قرضہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی مکان واقعہ محلہ دارالرحمت قادیان میں یا اسکی اراضی میں ملک محمد حسین صاحب کا کوئی حصہ ہے۔ علاوہ ازیں ملک محمد حسین صاحب کا جو قرضہ اس مکان یا اسکی اراضی کے حساب میں ملک احمد حسین کے ذمے قرار پایا تھا۔ وہ ملک احمد حسین نے ملک محمد حسین کو واپس ادا کر دیا ہے۔ لہذا اس حساب میں ملک محمد حسین صاحب کا ملک احمد حسین صاحب کے ذمہ بھی کوئی مطالبہ نہیں رہا۔ مرزا بشیر احمد۔ قادیان

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

(۱) ۱۵ ماہ حال سے ریلوے ٹائم ٹیبل میں جو یکم ستمبر ۲۹ء سے نافذ ہے حسب ذیل تبدیلیاں ہو جائیں گی۔

کالکا ایکسپریس ۸۸/۲۱ اپ اور ۲۲/۸۷ اپ لاہور اور کالکا کے درمیان ۲۸ فروری ۳۰ء تک چلنی بند ہو جائینگی۔ اور یکم مارچ ۳۰ء سے پھر جاری ہونگی تاہم ایک بوگی فرسٹ اور سیکنڈ کلاس حسب ذیل ٹرینوں کے ساتھ لاہور اور کالکا کے درمیان تھرو مسافروں کے لئے لگائی جائینگی:

اپ میل ۸۵ — ۶ — ۸ آمد لاہور۔ روانگی ۰۰ — ۲۱ ڈاؤن میل ۸۶
" " ۴۱ — ۲ روانگی انبالہ چھاؤنی آمد ۷ — ۲ "
ڈاؤن ۶۲ — ۳۵ — ۱ آمد چھاؤنی انبالہ روانگی ۳۵ — ۳ — ۶۱ اپ میل
" ۴۰ — ۲۳ روانگی کالکا — آمد ۰ — ۶ "

برتھ اور کمپارٹمنٹ تھرو کوچ بموجب پیرا ۶۳ اور ۶۵ (ج) ۹۶ آف دی این۔ ڈبلیو آر ٹائم اینڈ فیر ٹیبل جو یکم ستمبر ۲۹ء سے نافذ ہے ریزرو ہو سکینگے لیکن ریزرویشن کوپن نہیں جاری کئے جائیں گے۔

(۲) ۵۰ ڈاؤن اور ۴۷ اپ امرتسر اور پٹھانکوٹ کے درمیان پھر جاری ہو جائینگی۔ اوقات حسب ذیل ہیں۔

۴۷ اپ ۳۰ — ۷ آمد امرتسر۔ روانگی ۱۵ — ۰ ۵۰ ڈاؤن
" ۱۵ — ۴ روانگی پٹھانکوٹ۔ آمد ۰ — ۴ "

لاہور اور پٹھانکوٹ کے درمیان تھرو سروس کے لئے ۵۰ ڈاؤن اور ۴۷ اپ میں ایک بوگی کمپارٹمنٹ فرسٹ اور سیکنڈ اور ایک بوگی تھرڈ اور انٹر کلاس حسب ذیل گاڑیوں کے ساتھ لگا کریگی۔

اپ ۸۱ — ۴۵ — ۹ آمد لاہور۔ روانگی ۴۵ — ۲۲ ۲۰ ڈاؤن
اپ ۸۱ — ۲۱ — ۸ روانگی امرتسر۔ آمد ۴۸ — ۲۳ "
اپ ۴۷ — ۲۰ — ۷ آمد امرتسر۔ روانگی ۱۵ — ۰ ۵۰ ڈاؤن
اپ ۴۷ — ۱۵ — ۴ روانگی پٹھانکوٹ۔ آمد ۰ — ۴ "

(۳) ۱۵۱ اور ۱۵۲ کے اوقات جو انبالہ اور روپڑ کے درمیان چلتی ہیں۔ سرہند اور روپڑ کے درمیان اس طرح تبدیل ہو جائیں گے

اپ ۱۵۱ ۹ — ۲۳ آمد روپڑ۔ روانگی ۲۰ — ۵ ۱۵۲ ڈاؤن
" ۵۵ — ۲۰ روانگی سرہند۔ آمد ۳۰ — ۷ "
" ۳۸ — ۲۰ آمد سرہند۔ روانگی ۴۵ — ۷ "
" ۰ — ۱۸ روانگی انبالہ چھاؤنی۔ آمد ۲۵ — ۹ "

انٹرمیڈیٹ سٹیشنوں پر ٹائم ٹیبل کے لئے سٹیشن ماسٹر سے کہیں۔

(۴) ۹۱ اپ اور ۹۲ ڈاؤن مسینجر ٹرین ملکوال اور لالہ موسیٰ کے درمیان بند کر دیجائینگی۔

دستخط

این ڈبلیو آر ہیڈ کوارٹرس — سی۔ ایس۔ ایم۔ سی۔ ڈنسن کرنل
لاہور۔ ۴ نومبر ۱۹۲۹ء — چیف اپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ

بہت جلد ضرورت ہے

مڈل و انٹرنس کے طلباء کی جو ایک سو سے تین سو روپیہ تک کی ملازمت چاہیں۔ ہمارا چار ماہ کا کورس شارٹ ہینڈ۔ بک کیپنگ کا رسپانڈنس ٹائپ رائیٹنگ کا پاس کریں۔ اور ریلوے آفس و یورپین فرم میں ملازمت کے لائق بن جائیں۔ یہ کالج یورپین کے انتظام میں ہے اور سنٹرل چیمبرس کامرس کا سنٹر ہے۔ زیادہ حالات کے لئے پراسپکٹس طلب کریں۔

جنرل مینیجر امپیریل آف کامرس ۱۱ میکلوڈ روڈ لاہور

ایک نادر موقعہ

ایک قطعہ اراضی دار العلوم میں جامعہ احمدیہ کے پیچھے واقعہ ہے۔ اس میں سے ۴ کنال اراضی برائے فروخت ابھی باقی ہے۔ ہائی سکول۔ اور مسجد نور کے بالکل قریب ہے۔ باغ انجمن کا سیر کے لئے ساتھ ہی ملا ہوا ہے۔ انجمن کی سڑک استعمال کرنے کی منظوری ہو چکی ہے۔ قیمت فی مرلہ ۲۵ پرانی آبادی میں اس قسم کا موقعہ میسر آنا مشکل ہے۔

خاکسار محمد عبداللہ خان آف مالیر کوٹلہ قادیان

الہی بخش کمپنی سوداگران اسلحہ لاہور

سے عمدہ عمدہ بندوقیں۔ رائفلیں۔ ریوالور۔ پستول و کارتوس نہایت سستی قیمتوں پر طلب فرمائیے اسلحہ پر معقول کمیشن۔ لسٹ مفت طلب فرمائیے۔

الہی بخش کمپنی سوداگران اسلحہ مال روڈ لاہور

[illegible]

ضرورت

ہندوستان کے باہر کلرکوں۔ اور سیروں اور فٹروں کی ضرورت ہے ضرورتمند احباب اپنی اپنی درخواستیں معہ نقول اسناد دینی کی جگہ خالی چھوڑ کر میرے پاس بھجوا دیں۔ میں سفارش کے ساتھ مناسب جگہ بھجوا دونگا۔ درخواستیں دو ہفتہ کے اندر اندر آ جائیں سوا اپنے علاقہ کے امیر یا سیکرٹری کی تصدیقی رپورٹ ساتھ بھجوائیں۔ کہ درخواست کنندہ احمدی ہے۔ ناظر امور عامہ قادیان

ہندوستان کی خبریں

—— پشاور۔ ۴ر نومبر۔ مقامی خلافت کمیٹی نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو پشاور بلایا تھا۔ لیکن حکومت نے قانون تحفظ صوبہ سرحد کے ماتحت اسے کو حکم دے دیا کہ خیر آباد کے راستے حدود سرحد سے نکل جاؤ۔ اسلئے وہ فوراً فرنٹیر میل سے روانہ ہو گیا۔

—— امرتسر۔ ۵ر نومبر۔ سکھوں کے تحفظ حقوق کے لئے ایک مجلس مرتب کر لی گئی ہے جس کا ارادہ ہے۔ کہ ایک وفد انگلستان بھیجا جائے معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ سے اس وفد کی قیادت کے لئے استدعا کی جائے گی۔

—— دہلی۔ ۴ر نومبر۔ کانفرنس کے بعد دہلی میں رہنماؤں نے جو اعلان شائع کیا تھا۔ مسٹر سبھاش چندر بوس نے اس پر دستخط نہیں کئے۔ بلکہ آپ کانگریس کی مجلس عاملہ کی رکنیت سے مستعفی ہو گئے ہیں۔

—— راولپنڈی۔ ۴ر نومبر۔ گذشتہ رات راجہ بازار میں ایک شدید حادثہ آتشزدگی وقوع پذیر ہوا۔ ۱۵ دکانیں جل کر راکھ ہو گئیں۔ نقصان کا اندازہ ۲ لاکھ روپیہ کیا جاتا ہے۔

—— الہ آباد۔ ۵ر نومبر۔ مسٹر جسٹس بوایئر کی عدالت میں جو درخواست طلاق مسز جون کی طرف سے اپنے خاوند لفٹنٹ بشیشر ناتھ سنگھ کے خلاف دی گئی تھی۔ اس کی سماعت آج بند کمرے میں ہوئی۔ اور بالآخر وہ نامنظور کر دی گئی۔

—— الہ آباد۔ ۶ر نومبر۔ جزائر فجی کے ہندوستانیوں نے جنرل سیکرٹری انڈین نیشنل کانگریس کو یہ تار روانہ کیا ہے۔ کہ فجی کونسل کے ہندوستانی ممبروں نے جو تحریک مشترکہ انتخاب کے متعلق پیش کی تھی۔ وہ نامنظور ہو گئی۔ اور تینوں ہندوستانی ممبر کونسل سے مستعفی ہو گئے۔

—— الہ آباد۔ ۶ر نومبر۔ مسٹر جسٹس بوائے نے آج مقدمہ سازش میرٹھ کے ملزمان کی طرف سے حاضری عدالت سے استثنا؛ ضمانت پر رہائی۔ فی الحال کارروائی بند کرنے اور مقدمہ کسی اور عدالت میں منتقل ہونے نیز ہندوستان ٹائمز کے خلاف توہین عدالت کا مقدمہ چلانے کے متعلق تمام درخواستیں نامنظور کر دیں۔

—— حیدر آباد دسندھ ۶ر نومبر۔ امان اللہ خان کے برادر شہزادہ نبیر جان علی احمد جان کی بیوہ اور دیگر اصحاب کی معیت میں کل یہاں پہنچے۔ آپ یورپین لباس میں ملبوس تھے۔ عوام نے ریلوے سٹیشن پر جمع ہو کر آپ کی خدمت میں فواکہ پیش کئے۔ آپ نے کہا۔ ہم جلاوطن ہیں لیکن ہماری تمنا ہے۔ کہ ہمارے وطن میں امن بحال ہو۔ یہ جماعت کل شام بعزم اطالیہ بمبئی کی طرف روانہ ہو گئی۔

—— میرٹھ۔ ۷ر نومبر۔ آج مقدمہ سازش کے پچیس ملزموں نے انقلاب روس کی بارہویں سالگرہ عدالت کے کمرہ میں منائی۔ بین الاقوامی سرخ تحریک کا گیت گایا گیا۔ کامریڈ سوہن سنگھ جوش نے پچیس ملزموں کی طرف سے ایک تار مجسٹریٹ کے حوالے کیا۔ جو روس کی سوویٹ جمہوریت کے صدر کے نام تھا۔ اور جس میں بارہویں سالگرہ پر ہدیہ تبریک پیش کیا گیا تھا۔ کامریڈ جوش نے مجسٹریٹ سے استدعا کی کہ یہ تار مرسل الیہ کو بھیج دیا جائے۔

—— جمعیۃ العلماء ہند کی مجلس مرکزیہ نے ۲۸ر اکتوبر ۱۹۲۹ء کے اجلاس میں سارد ا ایکٹ کے خلاف جدوجہد کرنے کے لئے جس مجلس کا انتخاب کیا تھا۔ اس کا پہلا اعلان یہ ہے۔ کہ ۲۹ر نومبر کو جمعہ کے روز تمام ہندوستان میں پُرامن اور مکمل ہڑتال کی جائے۔ اور اس دن تمام شہروں اور قصبوں میں بڑے سے بڑے پیمانہ پر پُرامن جلسے منعقد کئے جائیں۔

—— دہلی۔ ۵ر نومبر۔ شب گذشتہ کو سوا نو بجے گھنٹہ گھر اور بازار بلی ماراں کے درمیان ایک خوفناک اور تباہ کن آگ لگی۔ (۱) پنجاب فینسی بورڈ ہاؤس (۲) بالکشن گھڑی والا (۳) حاجی بشیر الدین شوز مرچنٹ (۴) گردھر لال پنا لال گوٹہ کناری والے (۵) عبدالمجید حلوا سوہن والے سابق ممبر اسمبلی (۶) اور ایک ہندو کی دکانیں جل کر خاک سیاہ ہو گئیں۔ نقصان کا اندازہ معہ جائداد تقریباً دس لاکھ ہے۔

—— سکندر آباد۔ ۶ نومبر۔ ہز ایگزالٹڈ ہائینس نظام حیدر آباد خلد اللہ ملکہ نے ستم رسیدہ اعراب فلسطین کی امداد کے لئے پانچ سو پونڈ اور سندھ کے مصیبت زدگان سیلاب کے لئے ۲۵ ہزار روپیہ ازراہ مراحم خسروانہ عطا فرمایا ہے۔

—— لاہور۔ ۷ر نومبر۔ سر محمد شفیع نے آج شام کے ۵ بجے مسلمانوں کے خیالات ہز ایکسی لینسی کے روبرو رکھے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مزید گفتگو کے بعد یہ طے ہوا ہے کہ علم الدین کی لاش میانوالی سے کسی مسلم افسر کی زیر حفاظت لائی جائیگی۔ اور سنٹرل جیل کے باہر علم الدین کے رشتہ داروں کے حوالے کی جائیگی۔ یونیورسٹی گراؤنڈ یا چاند ماری گراؤنڈ میں نماز جنازہ پڑھی جائیگی۔ جس کے بعد نعش میانی صاحب کے قبرستان میں دفن کی جائے گی۔

—— میرٹھ۔ ۷ر نومبر۔ مقدمہ سازش میرٹھ میں استغاثہ کی شہادت ابھی ختم نہیں ہوئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ملزمان موجودہ عدالت میں صفائی پیش نہیں کرینگے۔

—— پشاور۔ ۷ر نومبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ننوں کے بعض خلافتی کارکن جو پہلے نادر خان کے حامی تھے۔ اور اس کیلئے انہوں نے وزیری قبائل میں بہت کام کیا تھا۔ اب انہوں نے کابل میں وزیریوں کو چٹھیاں بھیجی ہیں۔ اور امان اللہ خان کے تخت افغانستان پر حقوق کی حمایت کی ہے۔ منگل قبائل کے بھی اسی طرح دو فریق ہو گئے ہیں۔ جاجی خیل قبائل بھی نادر خان کی مخالفت کر رہے ہیں۔

—— مدراس۔ ۷ر نومبر۔ مسٹر ایلہ۔ کے آچاریہ نے اسمبلی کے آئندہ سیشن میں حسب ذیل ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے گورنر جنرل نے ہندوستان کے سیاسی منزل مقصود اور اس منزل مقصود تک آئینی طور پر پہنچنے کے لئے واضح اعلان حاصل کرنے میں حال ہی میں جو کوششیں کی ہیں۔ یہ اسمبلی ان کو شکر گزارانہ پسندیدگی سے دیکھتی ہے۔

—— گورنمنٹ پنجاب نے مسلمان لیڈروں کی درخواست پر علمدین کی لاش دیئے جانیکے متعلق ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے ۱۰ نومبر کے دوران میں ضروری انتظامات مکمل ہونے پر علمدین کی لاش مسلمانان ...

ممالک غیر کی خبریں

—— یروشلم۔ ۵ر نومبر۔ عبرانی زبان کا روزنامہ "ہقید ہود او" کی اشاعت حکماً بند کر دی گئی ہے۔ الزام یہ ہے۔ کہ اس نے ایک خفیہ سرکاری دستاویز شائع کی۔ اور اعلان کیا۔ کہ یہ پولیس کی بلیک لسٹ ہے۔ اس میں گیارہ عرب عمائد کے نام تھے۔ جن میں مفتی اعظم مجلس عالیہ اسلامیہ کے سکرٹری اور سات اشتراکی بھی شامل ہیں۔

—— طہران۔ ۵ر نومبر۔ شاہ ایران نے اس ریلوے لائن کا افتتاح کیا۔ جو بحیرہ قزوین کے کنارے بندر شاہ سے لے کر ساری تک بچھائی گئی ہے۔

—— لنڈن۔ ۳ر نومبر۔ رچرڈ ساکو نے ایک ماہ ہوا۔ ۶۵ دن کے مسلسل فاقہ کے بعد آب و دانے کا منہ دیکھا تھا۔ ۴ نومبر کو وہ بلیک پول (انگلستان) میں تین ہفتے کی بیماری کے بعد مر گیا۔ اس کے رشتہ دار کہتے ہیں۔ کہ موت اس طویل فاقے کی وجہ سے واقع نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ کسی اندرونی بیماری کا شکار ہو گیا تھا۔

—— لنڈن۔ ۳ر نومبر۔ اخبار سنڈے ایکسپریس رقمطراز ہے۔ کہ ڈیوک آف گلاسٹر ۱۹۳۰ء میں ہندوستان جائینگے۔ اور اپنی رجمنٹ ہسار نامی میں کام کرینگے۔ یہ خیال ترک کر دیا گیا ہے۔ کہ آپ کسی نوآبادی میں بطور گورنر جنرل جانے سے پیشتر دفتر جنگ میں شامل ہو جائیں تاکہ آپ کو سرکاری محکمہ کے کام کا تجربہ ہو جائے۔

—— جنرل نادر خان کے اخبار اصلاح کا بیان ہے۔ کہ خوگیانیوں کے سردار ملک قیس نے آپ کی اطاعت منظور کر لی ہے شاہ نور سردار قبیلہ ہزارہ کابل میں تین سو جوانوں کے ساتھ جرنیل نادر خان کے پاس آیا۔ اور اس نے بھی اطاعت منظور کی جبل السراج پر بھی نادر خان نے قبضہ کر لیا ہے۔ اور وہاں سے بھی بہت سا سامان جنگ ملا ہے۔ جنوبی صوبہ میں اب جرنیل نادر خان کا مکمل قبضہ ہو گیا ہے۔

—— ڈریگیو گنن (جنوبی امریکہ) ۴ر نومبر۔ ایک ۲۵ سالہ انگریز کی والدہ سرطان کے ناقابلِ علاج مرض میں مبتلا تھی۔ جسے اس نے گذشتہ مئی گولی سے ہلاک کر دیا۔ ملزم نے کہا کہ میں نے اپنی والدہ کو سخت تکلیف سے نجات دینے کے لئے قتل کیا ہے۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ میرا حشر کیا ہو۔ جیوری نے متفقہ طور پر اسے بری کر دیا۔ ملزم کو اس مقدمہ کے باعث اظہار ہمدردی کے بہت سے خطوط موصول ہوئے ہیں

—— یروشلم۔ ۶ر نومبر صفید کے ہنگاموں کے سلسلہ میں ایک اور عرب کو سزائے موت دی گئی۔ اس کے تین ساتھی بری کر دیئے گئے نو یہودی صفید کے ہنگامہ فساد کے سلسلہ میں گرفتار ہوئے تھے۔ ان کے خلاف قتل کا الزام تھا۔ ان سب کو کافی شہادت نہ ہونے کی بناپر چھوڑ دیا گیا ہے۔ گذشتہ شب پرانے شہر میں تین یہودیوں پر حملہ کیا گیا

—— گواٹی مالا۔ ۶ر نومبر۔ آتش فشاں پہاڑ سانٹا ماریا جو آج سے چند روز پہلے آتشفشانی کر کے خاموش ہو گیا تھا۔ آج پھر بھڑک ...

(الفضل ... پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)